تعمیر حیات لکھنؤ

پندرہ روزہ

مجلس صحافت و نشریات دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد نمبر ۲۵ — ۲۵ فروری ۱۹۸۸ء مطابق ۶ رجب ۱۴۰۸ھ — شمارہ ۸

اداریہ

محمود الازہار ندوی

افغانستان سے روس کی پسپائی

افغانستان میں ۹ سال سے جاری جنگ، جس میں دونوں طرف کے لاکھوں افراد کام آئے اور بے انتہا مالی اور اقتصادی نقصان اٹھانا پڑا ہے کے ختم ہونے کے امکانات روشن اس لئے نظر آنے لگے ہیں کہ روس نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ اس کی افغانستان میں موجودگی سے کابل حکومت کی حفاظت تو ہو سکتی ہے مگر مزاحمتی گروپ کی سرفروشانہ کارروائیوں کو نہ روکا جا سکتا ہے اور نہ محدود کیا جا سکتا ہے اور نہ انہیں کسی معاہدہ پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔ اسی وجہ سے روس کو کابل فوجیوں کا تعاون ملنے کے باوجود کوئی کامیابی نہ مل سکی بلکہ اس کو بھی کابل حکومت کی طرح بھاری جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا ہے اور سیاسی طور پر اسکو عالمی رائے عامہ کی شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس کے ایجنڈے میں افغانستان کا مسئلہ بنیادی طور سے اس وقت سے شامل کیا جاتا رہا ہے، جب سے افغانستان کا مسئلہ روسی مداخلت کے بعد منظر عام پر آیا، اور اس میں روس سے یہ اپیل کی جاتی رہی ہے کہ وہ اپنی فوجوں کو افغانستان سے واپس بلائے اور ملک کے اصل باشندوں کو اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق دے۔

روس نے یہ محسوس کر لیا کہ وہ افغانستان میں مزاحمتی گروپ کی موجودگی میں بغیر کسی فائدے کے اپنا جانی و مالی نقصان کر رہا ہے اور عالمی رائے عامہ کو اپنا مخالف بنا رہا ہے اس لئے اس نے یہ فیصلہ کیا کہ ۱۹۸۸ کا سال، روسی افواج کی افغانستان سے واپسی کا سال ہو، اور وہ ۱۵ مئی سے اپنی افواج کی واپسی شروع کر دے گا۔ روس کے اس اعلان کی تائید اقوام متحدہ کے جنرل سکریٹری کے نمائندے ڈیگو کارڈویز کے اسلام آباد اور کابل کے درمیان ۱۸ روزہ دوڑ دھوپ سے بھی ہوتی ہے جس کے بعد انہوں نے ایک اخباری کانفرنس میں اعلان کیا کہ بالواسطہ مذاکرات کا اگلا دور ۲ مارچ سے جنیوا میں ہوگا اور اس کیلئے بنیادی طور پر چار سمجھوتوں کے متن پر اتفاق رائے ہو گیا ہے اور ان سمجھوتوں پر عملدرآمد کے طریق کار سے متعلق ایک پانچویں دستاویز بھی تیار کر لی گئی ہے۔

افغانستان سے روسی افواج کے انخلا کی بات اس لئے ممکن ہو سکی ہے کہ روس کی افغانستان میں موجودگی کی تائید صرف ان ہی ممالک نے کی جو روس کے زیر اثر ہیں، نیز افغان مزاحمتی گروپ کی جانب سے روسی افواج کو شدید نقصان اٹھانا پڑا، اور روسی افواج کی افغان افواج سے اختلاط کے نتیجے میں یہ خطرہ کھل کر سامنے آ گیا کہ روس کے افغانستان سے متصل علاقے اور مسلم آبادی والے علاقوں میں اسلامی اثر و نفوذ بڑھ رہا ہے اور اس کے ذریعہ روس کے زیر تسلط علاقوں میں اسلام کی آبیاری کا کام شروع ہو گیا ہے، اور جو افغان افواج روسیوں کے ساتھ مل کر لڑ رہی تھی، ان کی بڑی تعداد فوج سے بھاگ چکی ہے اور ان کے بھاگنے کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے، اور اس کی تعداد اب صرف ۳۵ ہزار سے ۵۰ ہزار تک رہ گئی ہے۔ اس کے علاوہ خود روس کے اندر لیڈروں کی سطح پر اس کو حمایت نہ مل سکی، اور کچھ کو تو روسی افواج کی افغانستان میں موجودگی کی مخالفت کرنے پر اندرون ملک جلاوطن کر دیا گیا تھا۔ ان میں سرفہرست ممتاز روسی دانشور اندری سخاروف ہیں جنہوں نے اپنی اندرون ملک جلاوطنی ختم کر دیے جانے کے بعد اس مطالبہ کو اس وقت پھر دہرایا جب وہ اخباری نمائندوں سے، گورباچوف سے ملاقات کے بعد گفتگو کر رہے تھے اس کے علاوہ روسی افواج کی مجموعی قوت اور صلاحیت کسی صورت میں روسیوں کے لئے قابل اعتماد نہیں ہے روسی افواج کا حوصلہ اور عزم بھی پست ہو گیا ہے

نگران اعلیٰ
مولانا ابوالعرفان ندوی

مجلس ادارت

شمس الحق ندوی
محمود الازہار ندوی

خط و کتابت کا پتہ
منیجر "تعمیر حیات"، پوسٹ بکس ۹۳
ندوۃ العلماء، لکھنؤ
انڈیا

زر تعاون

سالانہ : پینتیس ۳۵ روپے
ششماہی : پچیس ۲۵ روپے
فی پرچہ : ایک روپیہ ۵۰ پیسے

بیرون ملک

بحری ڈاک، جلد ڈاک : ۱۰ ڈالر

فضائی ڈاک

ایشیائی ممالک : ۲۰ ڈالر
افریقی ممالک : ۲۰ ڈالر
یورپ و امریکہ : ۲۰ ڈالر

نوٹ

ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ فرمائیں۔

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ لہذا آپ اگر یہ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا یہ خادم، ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ پینتیس ۳۵ روپے ارسال فرمائیے۔ یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔ چندہ یا خط بھیجتے وقت اپنا خریداری نمبر لکھنا نہ بھولیں

سید احمد شہیدؒ کی تفسیر سورۂ فاتحہ اور اس کا اسلوب

ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر ندوی
ادارہ علوم اسلامیہ
مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

دوسری اور آخری قسط

آیت: الرحمٰن الرحیم کا ترجمہ سید احمد شہید نے "بہت رحم والا ہمیشہ کو رحم کرتا ہے۔" کیا ہے جبکہ حقیقت الصلوٰۃ میں انہوں نے شاہ عبدالقادر کا ترجمہ "بہت مہربان نہایت رحم والا" قبول کر لیا ہے۔ اس کی تشریح میں وہ فرماتے ہیں۔

"جو شخص کہ رحم اور پرورش کرتا ہے اور اس سے ہر کوئی وقت بے وقت مانگے تو گھبرا جاتا ہے اور کبھی کبھی خفا ہو کر سخت کہنے لگتا ہے اور جھنجھلاتا ہے، اللہ کا ایسا رحم ہمیشہ بہت اور ہمیشہ ہے کہ اس کو کبھی کسی کے مانگنے اور پرورش کرنے سے خفگی اور جھنجھلاہٹ نہیں آتی، جتنا کوئی مانگے وہ اتنا ہی خوش ہو، اس لئے اس نے الرحمٰن الرحیم فرمایا۔"

دوسرے مفسرین نے مہربان اور نہایت رحم والا اس طرح ترجمہ کیا ہے کہ گویا دونوں ایک دوسرے کے مصدق و تکمیل کرنے والے ہیں۔ مولانا مودودی نے رحیم کو رحمان کے لفظ والے مبالغہ کرنے میں کمی رہ جانے کی تلافی کرنے والا لفظ قرار دیا ہے۔ مولانا اصلاحی رحیم کو تاکید مزید کے لئے لائے جانے کے خیالات پر تنقید کرتے ہوئے رحمان کو خدا کی رحمت کا جوش و خروش کو ظاہر کرنے والا اور رحیم کو رحمت الٰہی کے دوام اور استقلال ثابت کرنے والا لفظ قرار دیتے ہیں۔ سید احمد شہید نے یہی بات عوامی زبان میں تقریباً ڈیڑھ صدی قبل بڑے خوبصورت انداز میں کہی تھی۔

بیشتر مفسرین کی مانند سید احمد شہید نے مالک یوم الدین کا ترجمہ "مالک ہے جزا کے دن کا" کیا ہے جبکہ متعدد الصلوٰۃ میں انہوں نے شاہ عبدالقادر کا ترجمہ: "مالک انصاف کے دن کا" قبول کیا ہے۔ شاہ صاحب کا ترجمہ بھی متعدد مترجموں نے اختیار کیا ہے جبکہ متعدد دوسروں نے دین کا ترجمہ قیامت کا دن بھی کیا ہے۔ سرسید نے: "حاکم ہے انصاف کے دن کا" اور ڈپٹی نذیر احمد نے "روز جزا کا حاکم" ترجمہ کیا ہے جبکہ معاصر علماء میں مولانا تھانوی نے "مالک ہیں روز جزا کے" مولانا مودودی نے: "روز جزا کا مالک ہے" اور مولانا اصلاحی نے جزا کے ساتھ سزا کا اضافہ کیا ہے۔ مولانا آزاد نے ترجمہ سے زیادہ تشریح یوں کی ہے: "جو اس دن کا مالک ہے جس دن کاموں کا بدلا لوگوں کے حصے میں آئے گا"۔

تفسیر و تشریح کے ضمن میں بیشتر مفسرین نے قیامت کے دن اچھے برے تمام کاموں کا بدلا دئے جانے کی بات کہی ہے۔ مولانا آزاد فرماتے ہیں کہ "الدین کا لفظ جزاء کے قانون کا اعتراف ہے اور..... یہ حقیقت واضح کر دی ہے کہ جزا انسانی اعمال کے قدرتی نتائج و خواص ہیں" مولانا مودودی نے یہ نکتہ پیدا کیا ہے کہ..... "رحمان اور رحیم کہنے کے بعد مالک روز جزا کہنے سے یہ بات نکلتی ہے کہ وہ نرا مہربان ہی نہیں بلکہ منصف بھی ہے.... لہذا ہم اس کی ربوبیت اور رحمت کی بنا پر اس سے محبت ہی نہیں کرتے بلکہ اس کے انصاف کی بنا پر اس سے ڈرتے بھی ہیں اور یہ احساس بھی رکھتے ہیں کہ ہمارے انجام کی بھلائی اور برائی بالکلیہ اسی کے اختیار میں ہے" مولانا اصلاحی نے خدا کے اقتدار اعلیٰ اور اس کے بلا روک ٹوک نفاذ پر زور دیا ہے۔ سید احمد شہید کی تشریح اس پس منظر میں کافی دلچسپ نظر آتی ہے وہ فرماتے ہیں:

"جزا کا دن قیامت ہے اور اللہ کی مالکیت ہمیشہ ہے: دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ مگر ان دونوں میں اتنا فرق ہے کہ دنیا میں بظاہر اور بھی مالک کہلاتے ہیں گو وہ مالکیت عاریت اور ناپائیدار ہے، کیونکہ اصل مالک اللہ ہی ہے لیکن قیامت میں یہ عاریت کی ملکیت بھی اٹھ جاوے گی"۔

سید شہید نے اس کے بعد رعیتی اور زمیندار، راجہ، نواب اور بادشاہ کے اقتدار ناپائیدار کی مثالوں سے وضاحت کی ہے اور قیامت میں صرف اقتدار الٰہی مطلقہ نافذہ کا ذکر کیا ہے۔

ایاک نعبد کا ترجمہ بیشتر مترجمین نے "ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں" کیا ہے بعض مترجمین کے یہاں جملہ کی ساخت میں فرق ہے مگر تعبیر یہی ہے ان میں مولانا مودودی سرسید، ڈپٹی نذیر احمد وغیرہ شامل ہیں۔ مولانا آزاد اور مولانا اصلاحی ان علما میں سے ہیں، جنہوں نے عبادت کی جگہ بندگی استعمال کیا ہے۔ سید احمد شہید نے اس کا ترجمہ "تجھی کو پوجتے ہیں ہم" کیا ہے جبکہ رسالہ نماز میں انہوں نے شاہ عبدالقادر کا ترجمہ: "تجھی کو ہم بندگی کرینگے" تھوڑے سے فرق کے ساتھ قبول کیا ہے۔

اٹھارہویں، بیسویں صدی کے بعض مترجموں نے غالباً سید شہید کی پیروی میں لفظ "پوجنا" استعمال کیا ہے۔ بیشتر مفسرین نے اس کی تفسیر میں توحید الٰہی کے اقرار و عمل اور شرک سے گریز و اجتناب کے انسانی اعتراف کو بیان کیا ہے۔ مولانا مودودی نے اس کے تین مفہوم بیان کئے ہیں جو پوجا اور پرستش اطاعت و فرمانبرداری اور بندگی و غلامی ہیں اور اس آیت کریمہ میں تینوں بیک وقت مراد ہیں۔ مولانا اصلاحی نے انتہائی خضوع، انتہائی عاجزی و فروتنی کے ساتھ اطاعت غیر مشروط کو بھی شامل بتایا ہے۔ سید احمد شہید نے سب سے انوکھی تعبیر کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں

"یعنی عبادت نری اللہ کی ہے۔ عبادت اصل میں تعظیم کا نام ہے۔ تعظیم دو طرح ہیں ایک وہ کہ خاص اللہ نے خاص اپنے واسطے مقرر کی جیسے نماز، روزہ، حج۔ نماز کسی کے لئے نہ پڑھے روزہ کسی کے واسطے نہ رکھے سوا خدا کے اور جو کوئی سوا خدا کے اور کے واسطے کچھ بھی کرے شرک ہوتا ہے۔ اور اس کے سوا تعظیم کرنی اس کو بھی اللہ کے واسطے ایک طرح خاص اللہ کے حکم سے کرتا ماں باپ کی تعظیم اور خدمت سب اللہ کے حکم سے بجالاوے کہ اللہ کی مرضی ہے اس واسطے کرتا ہوں۔ اس وجہ سے ساری تعظیم کی صورتیں اللہ کی ہو جاتی ہیں خاص کر"

سید شہید کی اس تشریح سے وہ تمام اطاعتیں، تعظیمیں اور فرمانبرداریاں جو دنیا میں انسان اپنے جیسے دوسرے انسانوں یا مخلوقات کی کرتا ہے وہ بھی تعظیم الٰہی کے مصداق بن جاتی ہے کہ وہ حکم و مرضی ربانی سے کی جاتی ہیں بشرطیکہ نیت و ارادہ صحیح ہو۔ یہ تشریح اب تک کسی دوسرے مفسر کے یہاں نہیں مل سکی۔

آیت بالا کے دوسرے جز: "وایاک نستعین" کا ترجمہ زیادہ مفسرین نے استعانت، مدد چاہنے / مانگنے سے کیا۔ مذکورہ بالا تمام مفسرین و مترجمین ان میں شامل ہیں۔ البتہ مولانا تھانوی نے اس کا ترجمہ "اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں" سید احمد شہید نے اس کا ترجمہ کیا: "اور تجھی سے اعانت چاہتے ہیں ہم" انہوں نے رسالہ نماز میں شاہ عبدالقادر کا ترجمہ "اور تجھی سے ہم مدد چاہیں" تھوڑے سے تصرف کے ساتھ اختیار کیا ہے۔

تفسیر میں تقریباً تمام علماء مفسرین نے عبادت و معاملات غرضیکہ ہر کاوش انسانی میں اعانت الٰہی چاہی ہے۔ سید احمد شہید نے اسی تفسیر کو اپنے دلنشیں انداز میں یوں پیش کیا ہے۔

"اعانت کا بھی حال عبادت کا سا ہے ایک اعانت وہ ہے کہ اللہ کے ساتھ خاص ہے جیسے رزق، اولاد، بزرگی مانگنی، کسی سے یہ چیزیں مانگنی درست نہیں ہے، اور کسی کے اختیار میں یہ چیزیں نہیں۔ اور ایک اعانت ایسی ہے کہ ظاہر ایک آدمی دوسرے سے چاہتا ہے جیسے پانی مانگنا کھانا پکوانا، اس کو بھی اللہ کے حکم سے جانے تو یہ بھی استعانت اللہ سے ہی کہ اللہ کی مرضی کے مطابق ہم اعانت چاہتے ہیں وہ بھی اللہ کی اعانت ہے..."

سید احمد شہید نے اس کے بعد امیر، خدمتگاروں اور بادشاہ اس کے غلاموں کی مثال دی ہے کہ ان کی اعانت دراصل امیر و بادشاہ کی اعانت ہے: "اگر بندہ اپنے مالک کے ڈر سے نہ ٹلے اور اسی کی تعریف کرتا رہے تو مالک اپنے بندے پر فضل بے پایاں کرتا ہے اور اس کے سوال کو کبھی رد نہیں کرتا۔ اور خدائے ذوالجلال اپنے کرم بیکراں سے بندہ کو یہ بھی بتایا کہ وہ اس سے کیا مانگے" اور وہ دعا یہ بتلائی۔

اھدنا الصراط المستقیم جس کا ترجمہ سید صاحب نے کیا ہے: "بتلا ہم کو راہ سیدھی" جبکہ حقیقت الصلوٰۃ میں انہوں نے شاہ عبدالقادر دہلوی کا ترجمہ: "چلا ہم کو راہ سیدھی" اختیار کیا ہے۔ قدیم مفسرین و مترجمین کو تین طبقوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے اول وہ جس نے شاہ صاحب موصوف کا ترجمہ اختیار کیا ہے۔ دوسرے طبقے نے اھدنا کا ترجمہ "دکھا" کیا ہے اور تیسرے طبقہ نے "بتا" یا "بتلا" کیا ہے۔ جدید و معاصر مفسرین میں مولانا تھانوی اور مولانا مودودی "دکھا" ترجمہ کیا ہے جبکہ مولانا آزاد پورے فقرہ کا ترجمہ:

(خدایا) ہم پر سعادت کی سیدھی راہ کھول دے" کیا ہے اور مولانا اصلاحی نے "ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت بخش"۔

اور ہلاک و زخمی ہونے والوں کی تعداد بھی بڑھتی جارہی ہے اور افغان مزاحمتی گروپوں کے خلاف صرف انہی کارروائیوں کو حقیقی اور موثر قرار دیا جاسکتا ہے جس میں روس کی چھاتہ بردار اسپیشل فورسیز پر مشتمل پروفیشنل یونٹ حصہ لیتے ہیں نیز کابل کی حکومت کے سربراہ ڈاکٹر نجیب اللہ کے بڑے بلند آہنگ کے ساتھ شروع کئے جانے والے قومی مصالحتی پروگرام کی بہت معمولی افادیت ہوئی ہے اس کو ڈاکٹر نجیب اللہ نے جنوری ۱۹۸۷ء میں شروع کیا تھا۔

مذکورہ بالاحقائق سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے روس اپنے کو ایک ایسی جنگ میں گھرا ہوا پاتا ہے جو اس کے لئے نقصان دہ ہے کیونکہ مقامی آبادی نے روس کے اثر کو اب تک قبول نہیں کیا، بلکہ ان کے جذبات روسیوں کے خلاف بڑے سخت ہیں اور روس کو صرف اپنی حفاظت میں زرکثیر خرچ کرنا پڑتا ہے اور قیمتی جانوں کا خسارہ بھی برداشت کرنا پڑ رہا ہے جس کا روس کے اندر اثر انداز ہونا ناگزیر ہے اور البتہ وہ یہ کام ضرور کر رہا تھا کہ کابل حکومت کو تحفظ فراہم کرے۔ اسی لئے جب سے روسی افواج کے انخلاء کی بات قابل اعتماد حد تک سامنے آئی ہے اس سے کابل کے حکومتی حلقوں میں افراتفری کی سی کیفیت پائی جاتی ہے،

حکمراں کمیونسٹ پارٹی کے چھ ہزار سرکردہ کارکن اور ان کے بیس ہزار ہمنوا روس کے انخلاء کے ساتھ پیدا ہونے والی صورتحال پر غور کر رہے ہیں ان میں سے بعض لوگ یورپ و شمالی امریکہ فرار ہونے کی منصوبہ بندی اور انتظامات کرنے میں مصروف ہیں گذشتہ چند ماہ کے دوران ڈالر کی بڑے پیمانہ پر خریداری کی گئی ہے کرنسی کا کاروبار کرنے والے اور دوسرے لوگوں کا کہنا ہے کہ حکمراں جماعت کے بااثر ارکان مزاحمتی گروپوں کے ساتھ کرنسی کے عوض محفوظ سفر کے لئے گفت و شنید میں مصروف ہیں یہ پیشکش بھی کی جارہی ہے کہ اگر کوئی مزاحمتی گروپ محفوظ سفر کی ضمانت فراہم کرسکے تو اس گروپ کے ارکان کے ان رشتہ داروں کو رہا کردیا جائے گا جو اس وقت جیلوں میں بند ہیں۔

اس کے بعد صرف ایک سوال رہ جاتا ہے کہ روسی انخلاء کے بعد افغانستان کو کس قسم کے مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا اور زمام اقتدار کس کے ہاتھ ہوگی اس کے لئے جو قیاس آرائیاں ہورہی ہیں۔ اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ افغانستان کے سابق شاہ ظاہر شاہ کی سرکردگی میں ایک عبوری حکومت قائم کردی جائیگی جس میں ایک تہائی تعداد صدر نجیب اللہ کی پارٹی کی ہو اور ایک تہائی مجاہدین کی ہو اور ایک تہائی جلاوطن افغانوں کی ہو، جب کہ اس سے قبل قیاس آرائی کی جاتی تھی کہ روسی فوجوں کی واپسی کے بعد افغانستان میں کس قسم کی حکومت قائم ہو اس بات کا فیصلہ کرنا افغان لیڈروں کا کام ہے بہرحال اس امر میں فیصلہ تو ۲ مارچ سے منعقد ہونے والی جنیوا کانفرنس ہی کرسکے گی، جو روسی افواج کے انخلاء کے نظام الاوقات کو آخری شکل دے گی اور روہی افغانستان کی عبوری حکومت کا ڈھانچہ بھی تیار کرے گی جس سے تاریخ میں ایک ایسے باب کا اضافہ ہوگا جو مجاہدین کی حرارت ایمانی دینی حماست اور جرأت و شجاعت اور پامردی کی ایک ایسی دلیل ہوگی جس نے ایک عظیم طاقت کو پسپائی پر مجبور کردیا۔

۱ ملین افغانی شہید یا شدید زخمی ہوئے ہیں

افغانستان پر ۱۹۷۹ء میں روسی تسلط کے بعد سے ۱ ملین افغانی شہید ہوئے یا شدید زخمی ہوئے ہیں افغان خبر رساں اداروں کا کہنا ہے کہ ۹۰٪ شہداء روسی بمباری سے بھونے ہیں اور باقی بموں گولیوں، دھماکوں، آگ اور زہرآلودگی سے شہید ہوئے ہیں

حقوق انسانی کی تنظیم نے جنیوا یونیورسٹی کے ڈاکٹر سلونسکی نے اعداد و شمار کئے ہیں جس میں کہا گیا ہے کہ ایک ملین سے زائد افغانی شہید ہوئے ہیں اس خبر میں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ ہر دس آدمی میں سے ایک شخص روس سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوا ہے حقوق انسانی کی تنظیم نے یہ اعداد و شمار ۱۲۸۷۷ اشخاص سے انٹرویو کی بنا پر مرتب کئے ہیں۔

کعبۂ دل

حضرت مجدد الف ثانی کے شیخ و مربی حضرت خواجہ باقی باللہ کے صاحبزادہ معروف بہ خواجہ خورد نے فرمایا۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے بعد خانۂ کعبہ میں داخل ہوئے تو وہاں تین سو ساٹھ بت دیکھے ایک چھڑی دست مبارک میں تھی اس سے ان بتوں کو گراتے اور زبان مبارک سے "جاء الحق وزھق الباطل" فرماتے جاتے طالب کو چاہیئے کہ وہ اپنے دل کو کعبۂ حقیقی تصور کرے، کیونکہ دل تمام عبادات معنوی کا قبلہ ہے اور اس کعبۂ حقیقی کے گرداگرد ہوا و ہوس کے اصنام بڑی تعداد میں محیط و متصرف ہوگئے ہیں پس طالب ان کلمات قرآنیہ کو دل کی طرف متوجہ ہو کر پڑھے۔ پہلے نیت متابعت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور نیت تلاوت قرآنی کرے بعدہ داہنی طرف بجانب دل پڑھے جاء الحق پھر جانب دل سے بائیں طرف کو کہے وزھق الباطل پہلی مرتبہ میں اپنے دل میں ظہور حقیقی کا دھیان کرے دوسری مرتبہ میں یہ تصور کرے کہ غیر مقصود حقیقی دل سے نکل رہا ہے۔"

کیا یہ واقعہ نہیں کہ آقا کی نظر بندہ کے آئینۂ دل پر ہوتی ہے اسی نے فرمایا یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم: قلب سلیم وہی تو ہوگا جس میں آقا کی یاد سماجائے اور اس کو ناراض کرنے والی ہر شئی بغض و کینہ حرص و حسد غرور و گھمنڈ، غیر پر اعتماد و بھروسہ سب نکل جائے۔ کیا مومن حقیقی وہی نہیں جو اپنی زبان سے کلمۂ توحید ادا کرکے یہ اعلان کرتا ہے کہ اب حق کے آجانے اور دل میں سما جانے کے بعد باطل (ہر غلط بات) دل سے دور ہوگیا اگر ایک مسلمان اس پر غور و دھیان کرے تو کیا اس کی زندگی میں ایک خوشگوار انقلاب نہ آجائے گا جو اس کو ہر اس کام سے روکے گا جو خدا کو ناراض کرنے والا اور بندہ کو دنیا کے پیچھے دوڑانے والا ہو۔ (شمس الحق ندوی)

غزل

عثمان احمد قاسمی ندوی

مدتوں اک بے وفا کو باوفا کہتے رہے
دیکھئے تو سادہ لوحی کس کو کیا کہتے رہے

غیر ہوں اپنے ہوں مقتل ہو کہ دار ہو
بات جو حق تھی اسے ہم برملا کہتے رہے

لاکھ دشمن ہو زمانہ ان کا کچھ بگڑا نہیں
خالق کون و مکاں کو جو خدا کہتے رہے

غرق ہونا تھا انہیں وہ غرق آخر ہوگئے
کبریائی کے نشے میں جو انا کہتے رہے

جس نے گلشن کو لٹایا اس کو سمجھا باغباں
بوم صحرائی کو غلطی سے ہما کہتے رہے

جو برستی ہے سر فرعون پر ہر دور میں
اس چھڑی کو لوگ موسیٰ کا عصا کہتے رہے

لاکھ ہوں ان کی خطائیں لاکھ ہوں بے قصور
ہم تو انکو بے قصور و بے خطا کہتے رہے

ہم نے دیکھا تھا نشیمن سے دھواں اٹھتے ہوئے
عقل کے دشمن اسے کالی گھٹا کہتے رہے

فصل گل کیا ہے خزاں کیا چیز ہے سمجھا نہیں
بادصرصر کو نسیم جانفزا کہتے رہے

وہ شب فرقت میں ہر لحظہ مصائب کا نزول
اور ہم ہر ہر بلا پر مرحبا کہتے رہے

چھوڑ کر دنیا کا ہر لہو و لعب عثمان ہم
رات دن یا ربنا اغفر لنا کہتے رہے

سیرت و کردار کی تبدیلی کی ضرورت

یہ تقریر جامع مسجد اورنگ آباد میں ۷ اکتوبر ۱۹۸۲ء کو کی گئی

مولانا ابوالحسن علی ندوی

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین۔

حضرات! ابھی قاری صاحب نے جو آیات تلاوت کی ہیں، ان میں ایک آیت یہ تھی۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ٥ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ

اور کہو کہ اے پروردگار مجھے اچھی طرح داخل کیجیو اور اچھی طرح نکالیو

(سورہ الاسراء)

یہاں اورنگ آباد آکر مجھ جیسے تاریخ کے ایک طالب علم پر کچھ پرانی یادوں کا اثر تازہ ہوجاتا ہے، یہ کوئی غیر معمولی او عجیب بات نہیں ہے، مورخوں کی ایک بڑی دشواری یہ ہے کہ وہ اپنے تاریخی مطالعے کسی جگہ علیحدہ ہو نہیں سکتے، تاریخ کے نتائج بدلی بن کر سامنے آجاتے ہیں، وہ کتنا ہی چاہیں کہ وہ اس سے ہٹ جائیں، ہٹتے نہیں ہیں۔

اورنگ آباد کو میں ہندوستان کا غرناطہ کہتا ہوں، جو لوگ تاریخ اسلام سے واقف ہیں وہ اس تشبیہ کو سمجھیں گے، ان دونوں میں بڑی مماثلت ہے، اس میں عربی اسلامی سلطنت تھی جس نے صدیوں یورپ میں ڈنکا بجایا، اس کے بار احسان سے وہ کبھی سبک دوش نہیں ہوسکتا اس نے یورپ کو بہت کچھ دیا، کاش کہ وہ پورے یورپ کو اسلام کی دولت دیتا، اس سے یہ بڑی کوتاہی ہوئی اس کوتاہی کے جرمانے میں اللہ تعالیٰ نے اس سے ملک ہی لے لیا۔

عربوں نے یورپ کو علم کی روشنی دی، حقیقت پسندی اور استقراء کا طریقہ دیا جس کو یورپ کی علمی ترقی میں بہت بڑا دخل ہے، اندلس ہی ہے، جو یورپ کو قیاس سے استقراء پر لایا، قیاس یہ ہے کہ آپ اپنی طرف سے کوئی اصول و کلیہ، اپنی ذہانت و مطالعہ سے بنالیں، اور اس کے بعد جزئیات کو اس کے ماتحت کرلیں اور استقراء یہ ہے کہ آپ جزئیات پر غور کریں، پھر ان کے عمومی و اجتماعی مطالعہ کو آپ ایک کلیہ بنائیں، جزئیات اس کی شہادت و گواہی دیتی ہیں کہ یہ کلیہ ہونا چاہیئے۔

یورپ نے جو ترقی کی ہے، اور فلسفۂ مابعد الطبیعات سے ہٹ کر سائنس، ٹکنالوجی اور تجربہ پر آیا ہے وہ استقراء کے اصول کو مان لینے کی وجہ سے، اور یہ دین اور عطیہ ہے۔ اندلس اسلامی (اسپین) کا، اس نے طب کا فن دیا، اور یونان کا فلسفہ منتقل کرکے یورپ کو دیا، انہوں نے یونان کے فلسفہ کو سمجھا، اس کو منضم کیا، اور پھر اس کی شرح کی، پھر اس کے ترجمے انگریزی اور دوسری زبانوں میں ہوئے لیکن ان سے کوتاہی یہ ہوئی کہ انہوں نے خالص اسلام کی دعوت یورپ میں نہیں پھیلائی، وہ علوم و فنون کی ترقی، اور ادب و شاعری کی ترقی میں لگ گئے یہ اس وقت کا موضوع نہیں اورنگ آباد آکر یہ زخم کہن تازہ ہوجاتے ہیں، وہاں اسلامی عرب سلطنت کا زوال ہوا اور اس کا آغاز ہوا، اور اس کی آخری فصل (Chapter) لکھا گیا، یہاں ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کا زوال شروع ہوا جو بہرحال مسلمانوں کے اقتدار کی ایک نشانی تھی، مورخ و ناقد اس پر کتنی ہی تنقید کریں ہمیں اس کے بہت سے کارناموں کو ماننا پڑے گا۔

لیکن میں متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت و سلطنت اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اور خود قرآن پاک میں اس کو ایک بڑی نعمت کے طور پر بیان کیا گیا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے کہتے ہیں۔

یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَاۗءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ڰ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ٥ (المائدہ ۲۰)

بھائیو! تم پر جو احسان کئے ہیں ان کو یاد کرو کہ اس نے تم میں پیغمبر پیدا کئے اور تمہیں بادشاہ بنایا، اور تم کو اتنا کچھ عنایت کیا کہ اہل عالم میں سے کسی کو نہیں دیا۔

حکومت و سلطنت ایک نعمت ہے لیکن حکومت و سلطنت کوئی ایسی خارجی اور مصنوعی چیز نہیں ہے، جو کہیں سے لاکر کہیں ٹھونک دی جائے، یا خود بخود پیدا ہوجائے، حکومت و سلطنت تو ایک خاص کردار، احساس ذمہ داری ہمدردی خلائق، اور جذبۂ خدمت کا مظہر ہے یعنی جب کسی جماعت یا ملت کا خاص مزاج و کردار پیدا ہوجاتا ہے تو اس مزاج و کردار کی وسعت اور گہرائی کے مطابق اس کو موقعہ دیا جاتا ہے کہ وہ کسی خطۂ زمین پر اپنی صلاحیتوں کا اظہار کرے۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰۗىِٕفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ٥

(یونس ۱۴)

پھر ہم نے ان کے بعد تم لوگوں کو ملک میں خلیفہ بنایا تاکہ دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔

اصل چیز ہے سیرت و کردار، اور وہ طرز زندگی ہے جو ایک سلطنت ہی نہیں بلکہ سلطنت سے بڑی چیزیں، یعنی معرفت الٰہی، اللہ کے یہاں کی مقبولیت نظر کی تاثیر، اور خیر عام اور ہدایت و رحمت الٰہی کا دروازہ کھولنے کا کام کرتی ہے سلطنت تو اس کا ایک ہلکا اور ایک پھیکا سا نشان ہے، ایمانی سیرت وہ چیز، جو آفاق و انفس کی فتوحات عطا کرتی ہے اور وہ جہانگیری عطا کرتی ہے، جس کے سامنے سلطنتیں ہیچ ہیں وہ اصل چیز جو ہر خیر کا منبع و سرچشمہ ہے، وہ ہے سیرت میں نے کسی موقعہ پر کہا تھا کہ ادارے اداروں کو پیدا کرتے ہیں، ادارے اداروں کو پیدا نہیں کرتے" اصل چیز ہے صحیح ارادہ، جب صحیح ارادہ ہوجاتا ہے تو پھر سیکڑوں ادارے وجود میں آتے ہیں، ادارے جیتے ہیں، مرتے ہیں، پیدا ہوتے ہیں اور ختم ہوجاتے ہیں، لیکن ارادۂ انسانی جب صحیح ہوجائے اور انسان کی نیت صحیح ہوجائے۔ انسان کی سیرت، شریعت کے سانچہ میں ڈھل جائے، انسان کے اعمال و تصرفات منشائے الٰہی کے تابع ہوجائیں منشائے الٰہی کے سانچہ میں ڈھل کر نکلیں، اور ذہن کا رخ صحیح ہوجائے کہ ہر بن مو سے صدا آئے۔

"وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا"

تو ان کے قدموں کے نیچے کسریٰ و قیصر کے تاج آتے ہیں

سے درشبستان حرا خلوت گزید
قوم و آئین و حکومت آفرید
ماند شبہا چشم او محروم نوم
تا بتخت خسروی خوابید قوم

اقبال کہتے ہیں آپ کی امت تخت خسروی پر آکر سوگئی یعنی اس نے تخت خسروی کو ایک معمولی چارپائی اور ایک سریر سمجھا، اس کو خاطر میں نہیں لائی، جہاد بیٹھنا چاہئے تھا، جاہ و جلال کا اظہار کرنے کیلئے وہاں وہ سوگئی۔

تو اصل چیز کیا ہے؟ خدا کو جب منظور ہوگا، اور خدا کی حکمت کا تقاضہ ہوگا تو سلطنت وجود میں آئے گی۔ اور جب خدا کی حکمت کو کچھ اور تقاضہ ہوگا تو اس سے بھی بڑی بڑی چیزیں وجود میں آئیں گی، یہ درویشانِ بے نوا، یہ فقرائے کج کلاہ، آپ کی سرزمین میں آرام فرما ہیں۔ انہوں نے بادشاہوں پر حکمرانی کی ہے، حضرت خواجہ برہان الدین غریب ... کے واقعات پڑھیے حضرت خواجہ زین الدین کے واقعات پڑھیے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ شیخ زین الدین کو بادشاہ وقت نے طلب کیا، جو اس وقت کا سب سے بڑا بادشاہ تھا، کسی بات پر اس کو ناگواری ہوئی، تو انہوں نے خواجہ برہان الدین غریب کی قبر پر آکر اپنی

لاٹھی گاڑ دی اور کہا، اب جس میں دم اور ہمت ہو وہ یہاں سے اٹھا کر دیکھے، تو اس کے سامنے بادشاہ بھی جھکا، وہ اس کے سامنے نہیں جھکے، ایسی نظیروں سے پوری تاریخ بھری ہوئی ہے۔

اصل چیز کیا ہے، وہ ہے سیرت کا پیدا کرنا، جس کا عنوان ہے، "اَدْخِلْنِیْ" میں داخل ہوں تو تیرے حکم کے مطابق، نکلوں تو تیری تعلیم اور منشا کے مطابق، جس کو "مُدْخَلَ صِدْقٍ اور مُخْرَجَ صِدْقٍ" کہا گیا: وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا (الاسراء - ۸۰) اور اپنے ہاں سے زور و قوت کو میرا مددگار بنا یو) کہا گیا، آپ کے سوا مدد کرنے والی کوئی ذات نہیں ہے، میرے لئے آپ اپنی طرف سے طاقت پیدا کر دیجئے، اصل مسلمانوں کی طاقت اس میں مضمر ہے، کس کی سلطنت رہی ہے؟ اگر کسی کی سلطنت رہتی تو خلافت راشدہ رہتی، اور اس کے بعد کوئی شہنشاہی رہتی تو سلطنت عباسیہ جو پورے متمدن افریقہ اور ایشیا کے عظیم ترین ممالک پر حکومت کرتی تھی، یہ مغلوں کی سلطنت خود کتنی بڑی سلطنت تھی، یہ چیز یعنی نعمت اللہ تعالیٰ کسی کو دے تو فائدہ اٹھانا چاہئے، میں اس کی تحقیر نہیں کرتا لیکن یہ مسلمان کے لئے موت و زندگی کا سوال نہیں —— یہ نہیں کہ سلطنت ختم ہو جائے تو یہ امت مر گئی، اور جب سلطنت آئے تو یہ امت زندہ ہو گئی، امت سلطنت سے بالاتر ہے، سلطنت امت سے بالاتر نہیں سلطنت امت کے لئے ہے، امت سلطنت کے لئے نہیں، سیرت سلطنت بھی پیدا کرتی ہے، اور سلطنت سے بھی عظیم تر چیز پیدا کرتی ہے، اور وہ سیرت خود خدا کو پسند ہے، جس کے انعام میں وہ ساری دنیا بھی عطا کر دے، اور ہفت اقلیم کی سلطنت بھی عطا فرما دے..... اور عطا بھی فرمائی ہے، کبھی حضرت سلیمان علیہ السلام کو، اور کبھی کسی اور محبوب بندے کو۔

"وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ" میرا چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، مرنا جینا سب تیرے لئے ہو، اور الفاظ قرآنی میں وہ کہا جا سکے جس کی نبی کو تعلیم دی گئی ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔

(الانعام —— ۱۶۲)

(یہ بھی) کہہ دو کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب خدائے رب العالمین ہی کے لئے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں، اور مجھ کو اسی بات کا حکم ملا ہے، اور میں سب سے اول فرمانبردار ہوں۔

مسلمان کی زندگی شریعت کے سانچہ میں قرآن و حدیث کے سانچہ میں سیرت نبویؐ کے سانچہ میں ڈھل کر نکلے، نہ اپنی خواہش سے جانا نہ اپنی خواہش سے آنا نہ اپنی خواہش سے اٹھنا نہ اپنی خواہش سے بیٹھنا، نہ اپنی خواہش سے حکم چلانا، نہ اپنی خواہش سے حکم ماننا، اور نہ اپنی خواہش سے کسی کو زیر کرنا، نہ اپنی خواہش سے کسی کے سامنے زیر ہونا، یہ ہے، اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ۔

ہر کام کے لئے شریعت کی دلیل چاہئے، خدا تعالیٰ کیا چاہتا ہے، اس وقت کا فرمان کیا ہے، اس وقت کا حکم کیا ہے؟ اس وقت خدا کا حکم ہے کہ ہم جھک جائیں، اس وقت خدا کا حکم ہے کہ ہم رک جائیں، حالی نے صحابہ کرام کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے،

؎

بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ ان کی
شریعت کے قبضہ میں تھی باگ ان کی
جہاں کر دیا نرم نرما گئے وہ
جہاں کر دیا گرم گرما گئے وہ

حضرات! مجھے ایک تاریخ کے طالب علم کی حیثیت سے، پرانی یادیں ستائیں اور میرے دل میں چٹکی لیں یہ الگ بات ہے، لیکن قرآن ازلی و ابدی کتاب ہے، اور وہ خدا کا فیصلہ ناطق ہے، اصل چیز ہے۔ اسلام کی سیرت بنانا، یعنی نفس کی خواہش اپنے ذاتی مفادات، اور وقتی تقاضوں کو شریعت کے سامنے جھکا دینا اور اس کے تابع بنا دینا، یہ جھوٹی عزت، یہ ناموری، یہ شہرت، ہم چشموں میں عزت کوئی چیز نہیں ہے، اصل چیز ہے امر الٰہی ہے، اور امر الٰہی کیا ہے؟ اس کو تلاش کرنا کہ اللہ تعالیٰ ہماری کیسی زندگی چاہتا ہے، اس وقت اسلام کی مصلحت کا تقاضہ کیا ہے؟ معیار اور کسوٹی یہ ہے کہ ہمیں کیا ملے گا؟ ساری جد وجہد، سیاسی جد وجہد سے لیکر معاشی جد وجہد تک اسی مرکز کے گرد گھومے وہ کیا؟ کہ ہمیں اس سے کیا ملے گا؟

آج تمام دنیا میں مسلمان ہیں، کون سا ملک ہے، جہاں آپ کے ملک کے لوگ موجود نہیں؟ لیکن کس کیلئے ہیں، بس یہی مسئلہ ہے دعوت پھیلانے کے لئے نہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ انسانیت پر رحم کھا کر، انگلستان، کنیڈا، امریکہ خود عرب ملکوں کی موجودہ خطرناک حالت دیکھ کر وہ بے چین ہو کر اپنے گھروں سے نکلے ہوں، یہ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ نہیں ہے اور وہاں جو گئے تو یہ "اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ" نہیں ہے، معاشی مصلحت کے مفاد نے ان کو نکالا، معاشی مفاد نے ان کو وہاں داخل کیا، معاشی و ذاتی و خاندانی مفاد نے ان کو وہاں رکھا، جب اس کا تقاضہ ہوگا کہ مکہ کے بجائے نیویارک چلے جائیں تو وہ چلے جائیں گے، آپ جب چاہیں امتحان لے کر دیکھ لیجئے، اور جب اس کا تقاضہ ہوگا کہ مکہ چلے آئیں تو وہاں چلے آئیں گے اسلئے نہیں کہ وہاں حرم ہے، بلکہ اس لئے کہ معاشی مسئلہ کا تعلق وہاں سے ہے یہ نہ مُدْخَلَ صِدْقٍ پر عمل کر رہے ہیں اور نہ "مُخْرَجَ صِدْقٍ" پر چل رہے ہیں، یہ اللہ کا حکم ہے، اپنے نبی کو تعلیم دی جا رہی ہے، اور آپؐ کے ذریعہ آپ کے طفیل میں امت کو تعلیم دی جا رہی ہے، ہم دعا کریں رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ" ہمارا جینا مرنا، ہمارا کسی جگہ [illegible] ہونا، ہمارا ٹوٹنا اور جڑنا، ہمارا بگڑنا اور بننا، یہ سب خدا کے حکم اور امر الٰہی کے تابع ہو، [illegible] کہ اللہ تعالیٰ کیا عطا کرتا ہے؟ شکوہ اس سیرت کے بدل جانے کا ہے، اس ذہن کے بدل جانے کا ہے کہ شریعت ہماری امام نہ رہی، شریعت ہمارا فیصلہ کرنے والی طاقت نہ رہی جو ہمارے مسائل میں ایک حکم کی حیثیت رکھے،

ہم نے شریعت کو حاکم نہیں بنایا ہم نے اپنی خواہشات کو اپنے مفادات کو حکم بنایا، بس اس وقت اصل انقلاب جو مسلمانوں کے لئے ضروری ہے، وہ ہے سیرت کا اختیار کرنا کہ ہماری زندگی اللہ اور رسول کے منشا کے مطابق بن جائے، وہ ہم سے جو کرائے وہ ہم کریں، وہ جو چھڑائے وہ ہم چھوڑیں

آج امتحان لے لیجئے، ہم سب مسلمان کہلاتے ہیں، اللہ کا شکر ہے، اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار انعام ہے نبیوں کی دولت ہمارے پاس ہے۔ ایمان کی دولت ہمارے پاس ہے۔ میں ہرگز اس کا انکار نہیں کرتا، اور نہ اس کی اہمیت کم کرتا ہوں لیکن اسکے بعد ہماری سیرت کیا ہے؟ جسمیں فائدہ دیکھا اس کو کیا، سیاسی جد وجہد کو لے لیجئے کہ ہمارے سامنے اسمبلیوں اور پارلیمنٹوں کی ممبریاں ہیں، اس کے بعد کی کمیٹیاں ہیں، اسکے بعد کے کمیشن ہیں اور اس کے بعد کے فوائد ہیں، عزتیں ہیں، سرخ روئی ہیں اور دوسرے میدانوں میں دیکھ لیجئے۔ شادی بیاہ ہے، بس اس میں جو کچھ ہو رہا ہے، غلط ہو کر صحیح، اس کا مقصد یہ ہے کہ برادری میں تعریف ہو، نام روشن ہو، دھوم مچے کہ فلاں کی شادی اس طرح سے ہوئی، فلاں کام اس دھوم دھڑکے سے ہوا، یہ تو اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ" نہیں ہے، مسلمان کو پہلے یہ پوچھنا چاہئے کہ شریعت کا حکم کیا ہے، یہ ہمارے لئے جائز ہے کہ نہیں؟ صحابہ کرامؓ نے تو یہی کیا کہ شراب جیسی چیز —— اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہم سب کو محفوظ رکھا ہے —— کسی نے کہا ہے

؎

چھٹتی نہیں ہے ظالم منہ کو لگی ہوئی

امریکہ میں پریسیڈنٹ ہوور (HOOWER) کے زمانہ میں اس بات کی بھرپور کوشش کی گئی کہ امریکہ

علم و تحقیق

نئے تصور اور موقف کی ضرورت

مولانا محمد واضح رشید ندوی ایڈیٹر "الرائد" و استاذ ادب عربی — ترجمہ: مجیب الرحمان

مسلمانوں کی علمی تاریخ، جدت تخلیق وندرت آفرینی سے معمور ہے اپنے عہد زریں میں مسلمان علم و فکر کے خوشہ چیں، بحث و تحقیق کے شیدائی و فدائی اور اس کے افق کو وسیع سے وسیع تر کرنے والے تھے، حکمت و دانائی کی تلاش، علم و معرفت کے جدید میدانوں کی جستجو، دقت نظر، دیدہ ریزی اور اپنے اسلاف کی تحقیقات میں اضافہ اور نئے گوشے تلاش کرنے والے تھے، دقیقہ سنجی ان کا طرۂ امتیاز تھی اہل علم اپنے پیشرو محققین کی علمی تحقیقات پر اکتفا نہیں کرتے تھے، بلکہ انکی تصنیفات و تحریروں کا آزادانہ تجزیہ، ان کی تحقیقات و طرز فکر پر نقد و جرح بھی کرتے تھے وہ نہ اندھی تقلید اور نقل محض کے قائل تھے اور نہ اسلاف کے خیال کی ہر تحقیق کو حرف آخر سمجھنے والے تھے اس کے باوجود وہ اپنے اسلاف کی وسعت علم، فکری گیرائی و گہرائی اور اکتساب علم کی راہ میں ان کی قربانیوں و جانفشانیوں کا کھلے دل سے اعتراف کرتے تھے۔ اور، درحقیقت یہی اسلاف کے کمال کا اعتراف ان کی کامیابی اور علمی تفوق کا راز ہے۔

تاریخ نے بحث و تحقیق کے میدان میں چند ایسی شخصیتوں کو جنم دیا ہے جنہوں نے نہ صرف معاصر علوم و فنون میں کمال پیدا کیا، بلکہ اس کے ساتھ انہوں نے علوم و فنون کو مزید وسعت دی اور فکر و فن کے نئے گوشوں کو اجاگر کیا۔ ان میں امام غزالی۔ ابن رشد، ابن حزم، ابن الہیثم رازی، البیرونی، ابن سینا، ابن خلدون اور دیگر حکماء کے نام تاریخ کے افق پر جگمگا رہے ہیں۔ جنہوں نے ان —— آراء فلسفوں اور خیالات کو جو علمی و فکری تحقیق کا نتیجہ تھے، تنقید کی کسوٹی پر رکھ کر اصول و پیمانوں کے مطابق پرکھا انہوں نے اپنے اس موقف سے علمی سرمایہ میں اضافہ کیا۔ اپنی کوششوں و کاوشوں سے علمی خزانہ میں اضافہ کیا اور علم و فکر کے افق کو وسعت دی۔ زمانہ کی ذہنیت و مزاج کے مطالعے نے انہیں اپنے زمانہ سے نہایت قریب اور اس سے گہرا لگاؤ پیدا کر دیا تھا اس طرح کاروان علم نہایت تیز گامی سے بڑھتا، پھلتا پھولتا رہا۔ اور مسلمان علم کے تمام شعبوں اور اسلامی، یونانی، فکری علمی اور تجرباتی میدانوں میں ترقی کے منازل طے کرتے رہے۔

"تاریخ الفلسفة فی الاسلام" کا مصنف دی بور کہتا ہے کہ قدیم عرب مورخین جزئیات تک کے ادراک میں کمال رکھتے تھے۔ اسلامی سلطنت کے وسیع ہو جانے کی بنا پر انہیں تاریخ اور جغرافیہ میں اچھا خاصا مواد دستیاب ہو گیا تھا ہارون رشید کے زمانہ میں ہندوستان، چین اور سری لنکا میں مسلمانوں کے بکثرت اسفار بھی ہوئے ہیں۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ بحری راستہ سے کوریا پہنچے۔ اسی طرح اسلامی فتوحات کا، ایشیا کے وسطی ملکوں، ہندوستان۔ شمالی افریقہ اور یورپ پر بہت اثر پڑا۔ ان ملکوں میں اسلامی فکر کو پھیلانے اور ان کے اقتصادی سیاسی اور اجتماعی حالات کو بہتر بنانے اور تجارتی و صنعتی سرگرمیوں کو مزید فروغ دینے میں نمایاں کردار ادا کیا اس سلسلے میں ابن خرداذبہ کی کتاب المسالک والممالک ایک رہبر و رہنما کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس سے مسافر کو دجلہ سے لے کر ہندوستان و چین پہنچنے والے بحری راستوں کو اختیار کرنے میں مدد ملتی ہے۔

مسلمانوں نے اس زمانہ میں فن طب پر بھی عبور حاصل کیا۔ مریضوں کے علاج و معالجہ کے سلسلہ میں ان کا اعتماد حاصل شدہ تجربات پر تھا۔

فلسفہ میں مسلمانوں کے اندر بہت سے علماء و حکماء پیدا ہوئے، انہوں نے ایک طرف علماء یونان کے غلط نظریات کی نشاندہی و اصلاح کی تو دوسری طرف فلسفہ کی تشکیل جدید کا بیڑا اٹھایا۔ متعدد علماء نے ارسطو کے بعض افکار پر تنقید کی فلسفہ میں ابن سینا، غزالی، ابن رشد کے افکار و خیالات آج تک مستقل طور سے بحث و تحقیق اور فکر و مطالعہ کا موضوع بنے ہوئے ہیں۔ ابن سینا اور ابن خلدون نے اپنے زمانہ میں ان کو اپنا موضوع بنایا جو بعد کے بہت سے یوروپین فلسفیوں کی تحقیق کے لئے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

عربوں نے شام و ممالک فارس میں اپنی شوکت و حشمت کے پرچم لہرانے کے بعد فن تعمیر کے میدان میں ایک خاص طرز اپنایا جو ان کے معیار زندگی کے عین موافق تھا، انکی عمارتیں خاص طرز کی حامل تھیں۔ جو اپنا مخصوص انداز رکھتی تھیں۔ اسلامی فن تعمیر اپنے خصوصیات کے ساتھ بیرونی طرز تعمیر سے استفادہ کے باوجود برقرار و باقی رہا، شریف ادریسی سب سے پہلا وہ مسلم جغرافیہ داں ہے جو تین صدی تک یورپ کا استاد بنا رہا اس وقت یورپ کے پاس دنیا کے حالات معلوم کرنے کا ادریسی کی وضع کردہ معلومات کے علاوہ کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ اس فن میں وہ علوم عرب کا خلاصہ سمجھا جاتا ہے اس سلسلے میں بطلیموس نے جو غلطیاں کی ہیں ادریسی ان سے محفوظ رہا۔

سارٹیور رقمطراز ہے کہ "اسلامی تہذیب نے سائنس بالخصوص تجرباتی یا تطبیقی علوم کے میدان میں جو کارنامہ انجام دیا ہے وہ بازنطینی مملکت کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہے۔

اسلامی تہذیب نے تمام علوم و فنون کو پروان چڑھایا۔ اور انمیں چار چاند لگائے۔ انہیں حسن و کمال کی آخری منزل تک پہونچایا۔ اور اپنے رجحانات و نظریات سے یونانی علوم و فنون کی تمام قسموں کو مالا مال کر دیا الجبرا، ریاضی، طب، کیمیا طبعیات۔ فلکیات علم المساحت، معدنیات، جیسے علوم کی خدمت کی۔ اور ان تمام موضوعات پر کتابوں کا ایک عظیم الشان ذخیرہ چھوڑا اور بہت سی عظیم الشان شخصیتیں معرض وجود میں آئیں شعراء، مورخین اور فلسفی پیدا ہوئے۔

یونانی و سریانی زبانوں سے جو علوم عربی میں منتقل کئے گئے۔ ان کے زبردست اثرات اسلامی تہذیب پر پڑے جو نسبتاً بازنطینی تمدن سے کہیں زیادہ تھے اسطرح اسلامی تہذیب قرون وسطی میں یوروپین اور مشرقی یونانی دونوں تہذیبوں و تمدنوں کے درمیان اہم مرکز کی حیثیت رکھتی تھی۔

لیکن یہ صورتحال زیادہ عرصہ تک باقی نہ رہ سکی، علمی میدان میں ترقی و عروج نہ علمی سرگرمیوں کو فروغ دیئے اور امت کے سرمایہ کو نت نئی تحقیقات سے مالا مال کرنے اس کے افق کو وسیع سے وسیع تر کرنے کی سرگرمی سیاسی افراتفری کے دور میں رک گئی جس سے عالم اسلام دوچار تھا۔ نتیجتاً علماء کی کوششیں سابق اہل علم کی تحقیقات تک محدود ہو کر رہ گئیں اور انہوں نے ان کی تشریح و تلخیص پر اکتفا کیا۔

مسلمانوں کو اسی دور میں دو زبردست ہزیمتوں کا شکار ہونا پڑا، پہلا حادثہ سقوط بغداد کا ہے جس میں بے شمار جانی، مالی اور علمی نقصانات ہوئے، کبھی تو دجلہ و فرات کی نہریں کتابوں کی روشنائی سے سیاہ ہو گئیں اور کبھی مسلمانوں کے خون سے سرخ، پھر سقوط اندلس کا واقعہ پیش آیا جو مسلمانوں کے لئے بیک وقت علمی و جانی کشت و خونریزی کا سبب بنا، اس کے بعد شام و مصر پر مسلسل صلیبی حملوں نے مسلمانوں کی رہی سہی طاقت کو فنا اور علمی خزانہ کو منتشر و ضائع کر ڈالا۔

عثمانی اقتدار مکمل طور سے جنگی محاذ آرائی کا دور رہا۔ سلاطین کی ساری توجہات، اسلام دوستی، علم نوازی و علماء پروری کے باوجود سلطنت کے استحکام اور اس کی توسیع پر مرکوز رہیں۔ پھر سامراج آیا اور اس نے مسلمانوں کے علمی اصولوں کو ڈھانے کو اپنا مقصد بنایا۔ لیبیا سامراجیوں نے ساری کوششیں عالم اسلام سے علوم و فنون کو منتقل کر کے یوروپ کی لائبریریوں کی زینت بنانے میں صرف کر ڈالیں، مغرب کے علماء اور مستشرقوں نے ان علمی سرمایوں کو منتقل کرنے، ذاتی کتبوں کو اپنی تحویل میں لینے اور ان پر قبضہ کرنے کا کام نہایت چابکدستی سے انجام دیا۔ مسلمان اس وقت کرب و اضطراب کے عالم میں تھے۔ عدم تحفظ کا احساس انہیں ہر لمحہ دامنگیر تھا، ان کی جانوں کے لالے پڑے ہوئے تھے۔ ایسے پر آشوب دور میں اپنی جائیدادوں اور کتبوں کی حفاظت وہ کیسے کرتے؟ چنانچہ بہت سے علم دوستوں کو اپنے علمی خزانوں سے دستبردار ہونا پڑا۔ اور وہ انہیں حقیر قیمت پر فروخت کرنے پر مجبور ہوئے۔ اس کے بعد سامراجیوں نے جب اسلامی دانشگاہوں، اداروں، نیز مشرقی [illegible] کے مکانات پر قبضہ کر لیا تو انہوں نے قیمتی شاہکاروں، نادر شہ پاروں، بیش قیمت مخطوطات و مطبوعات، اور بہت سے علمی و فنی گہرپاروں کو اپنے ملک میں منتقل کر لیا اور جو بچا کھچا رہ گیا تھا اسے نذر آتش کر ڈالا یا ان افراد کے پاس چلا گیا جو

بالکل اس کے قدر شناس تھے۔ مسلمانوں کے تمام علمی مراکز میں اس قسم کے علمی خزانوں کو ہضم کر لینے یا ضائع کر دینے کے واقعات تاریخ میں متعدد بار پیش آئے ہیں۔ جس کی قیمت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ اور یہی بیش قیمت موتی و گوہر آج تک برطانوی گنج برطانوی امراء۔ اور برطانوی میوزیم کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ اسی طرح بیشمار مراجع، و ماخذ و دستاویزات بھی مسلمانوں کے عہد کی یادگاریں ہیں جن کا مشاہدہ سامراجی ملکوں کے میوزیموں میں ہر شخص کر سکتا ہے اس بیش بہا سرمایہ کے ضائع ہو جانے اور ان علوم کی زبانوں سے لوگوں کی بے تعلقی و دوری کے نتیجہ اور نئی نسل کا ان کو سمجھ سکنے کے خدشہ کی وجہ سے صلیبی جنگوں اور یوروپین سامراج کے دور کے مسلمان باقی ماندہ علمی ذخیرہ کو محفوظ کرنے اس کی شرح و تعلیق، تلخیص و تنقیح کے کام میں لگ گئے تاکہ یہ علوم محفوظ رہ سکیں اور آنے والی نسل تک منتقل کر سکیں۔ اسی چیز نے مسلمانوں کے اندر نقل اور علمی تقلید کے مزاج کو جنم دیا۔ اس طرح علم کی رفتار سست، اور اس کارواں رواں کا قافلہ سست گام ہو گیا

آج صورت حال بدل چکی ہے۔ عالم اسلام کے اکثر ممالک آزاد ہو چکے ہیں۔ تاہم بہت سے ملکوں میں خاص سیاسی حالات یا سامراجی ملکوں کے اثرات کی وجہ سے بہت سی پابندیاں و بندشیں بھی ہیں اس لئے مسلمان جسمانی طور پر آزاد ہونے کے باوجود فکری طور پر آزاد نہیں ہیں، بلکہ محکوم و مقید ہیں۔ عالم اسلام کے آزاد ہو جانے کا تقاضہ تو یہ تھا کہ وہ علم و معرفت کے میدان میں بھی خود کفیل ہو جاتا۔ لیکن یورپ کے علمی سرچشموں پر تکیہ کر لینے کی روش ان سے نہ چھوٹی، مسلم رہنماؤں نے علمی میدان میں ترقی کرنے کے بارے میں کبھی غور نہیں کیا۔ اور نہ ہی اپنی علمی عظمت رفتہ کی بازیابی کے لئے کوشش کی۔ بلکہ وہ مغرب کے سرچشموں سے فیضیاب ہونے پر قناعت کرتے رہے۔

یہ ایک خوش آئند بات ہے کہ متعدد اسلامی ملکوں میں ادھر اخیر کے چند سالوں کے اندر کئی علمی و ادبی اکیڈمیاں قائم ہوئیں

اسی طرح تمام جغرافیائی حدود و قیود سے قطع نظر، اسلامی موضوعات پر ریسرچ و تحقیق کی غرض سے جدید اکیڈمیوں کی بنیاد ڈالی گئی ہیں جو زبان و ادب اور فن پر خاص توجہ دے رہی ہیں اور لسانی و علمی اغراض و مقاصد کی تکمیل کر رہی ہیں۔

اصحاب قوا اسلامی تہذیب و ثقافت پر تحقیق عربی و اسلامی ورثہ (Legacy) کا احیاء، نیز مسلمانوں کی زبان و ادب کو مرکز توجہ بنانے کا رجحان بھی عام ہو چلا ہے یہ تبدیلی یقیناً بہت بڑی کامیابی کا پیش خیمہ ہے اسلامی تہذیب کو متعارف و اجاگر کرنے والی اکیڈمیوں میں عمان کی "مجمع البحوث للحضارة الاسلامية"، اور قرطاجنہ تونس کی المؤسسة الوطنية للترجمة والتحقيق، کویت کی المجلس الوطني للثقافة والفنون والآداب" مشہور و معروف ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی چھوٹی و بڑی اکیڈمیاں دنیا کے مختلف حصوں میں قائم ہیں، انہی اکیڈمیوں اور چند اسلامی یونیورسٹیوں کی سرگرمیوں کی بدولت متعدد اسلامی مخطوطات کا عکس لینے اسلامی فن کے شاہکاروں کو محفوظ رکھنے کا بندوبست کیا جا رہا ہے، اسی طرح غیر اسلامی ملکوں کے بعض شاہکاروں کو نقل کر کے اسلامی ملکوں کے کتب خانوں میں محفوظ رکھنے کا کام بھی انجام دیا جا رہا ہے۔ اور انہی کاوشوں کے نتیجہ میں مختلف موضوعات کے انسائیکلوپیڈیا بھی تیار ہو چکے ہیں۔ اور ہندوستان، پاکستان، ایران و ترکی، میں بھی اسی قسم کی علمی کوششیں جاری ہیں گرچہ یہ کاوشیں فی الوقت وسائل کی فراہمی کے لحاظ سے بہت ہی محدود پیمانہ پر ہیں تاہم اسلامی ملکوں کی اکیڈمیوں اور اداروں کے درمیان روز افزوں باہمی تعاون و دوستی مستقبل کیلئے نیک فال ثابت ہو سکتی ہے۔

ان علم و فکر کے ماخذ علمی کتابوں اور اسلامی فن کے شاہکاروں کو مسلمانوں کے ہاتھوں منتقل کرنا علمی میدان میں خود کفیل ہونے اور غیروں کے دست نگر نہ بننے کی طرف پہلا قدم ہے۔ لیکن یہ نہایت مشکل اور صبر آزما کام ہے جس کے لئے زبردست جد و جہد اور اسلامی ملکوں کے درمیان زیادہ سے زیادہ باہمی تعاون کی ضرورت ہے۔ ایشیا کے اندر عالم اسلام کا وہ دور افتادہ علاقہ بھی ہے جہاں اسلام دشمن طاقتوں کا اقتدار ہے۔ یہ طاقتیں اسلامی فکر کا صفایا کرنے اور مسلمانوں کا قلع قمع کرنے کرنے کیلئے ہر ممکن تدبیر عمل میں لا رہی ہیں

نتیجۃً اس علاقہ کے مسلمان اسلام اور اسلامی تاریخ کے متعلق غیر معمولی حساس بنے ہوئے ہیں ان ملکوں میں بالخصوص وسطی ایشیا کے ملکوں میں جہاں کمیونسٹ برسر اقتدار ہیں بیشمار علمی دفینے پائے جاتے ہیں، اسلئے کہ قرون وسطی میں یہ علاقہ اسلامی فنون اور علم و ہنر کا علمبردار رہا ہے اور اس وقت بھی بیش بہا علمی و فنی گنجینے اپنے اندر لئے ہوئے ہے لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ عالم اسلام سے دور افتادہ اس علاقہ کے بقیہ علمی و فنی شاہکاروں و گنجہائے گراں مایہ کو حاصل کرنے کے لئے بھرپور کوششیں کی جائیں اسلئے کہ عرصہ دراز تک —— یہی شاہکار اسلامی فن کے سرمایہ میں قابل قدر اضافہ اور اس کو مالا مال کرتے رہے ہیں علمی سرمایہ کی حفاظت یا احیاء و تشریح، نیز ان کو اسلامی زبانوں میں منتقل کرنا نہایت عظیم الشان کام ہے جس کے حوصلہ افزا نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔ یہ کام بہت دیر سے شروع ہوا جبکہ اس کی غیر معمولی اہمیت و وقعت کے پیش نظر اس کو بہت پہلے شروع ہونا چاہئے تھا مسلمانوں کے اندر تمام میدانوں میں یورپ کے اوپر اعتماد و تکیہ کر لینے کی طبیعت و روش عالم اسلام میں کوئی آزاد علمی و تحقیقی مرکز قائم کرنے میں سد راہ بنی ہوئی تھی۔ لہٰذا مختلف ملکوں میں، شروع کی جانے والی کاوشیں علمی شخصیتوں اور اسلامی حکومتوں کی طرف سے ہر ممکن تعاون اور غیر معمولی ستائش و قدر کی مستحق ہیں لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ملحوظ رکھنا چاہیے کہ یہ کوششیں صرف نقل و احیاء کے دائرہ تک محدود ہو کر نہ رہ جائیں۔ بلکہ محققین و اسکالرز علم کے افق کو زیادہ سے زیادہ وسعت دینے اور علم و معرفت میں ترقی و پیشقدمی کرنے کیلئے نئے میدانوں میں داخل ہوں، اور ان میں ویسے ہی موجد مجددین، ماہرین فن اور دو پیکر علمی شخصیتیں پیدا ہوں جس طرح ماضی میں پیدا ہوئیں۔ علم کسی کی میراث نہیں ہے۔ جو بحث و تحقیق کرتا ہے۔ وہ کمال پیدا کرتا ہے علم کے بارے میں یہی تقلید موقف، زبان و ادب، اور دینی علوم میں پسماندگی کا سبب بنا اور اسی پسماندگی کی وجہ سے مسلمانوں کو مغربی محققین کا خوشہ چیں بننا پڑا۔

آج عالم اسلام میں ترقی پسندی کا لفظ بہت عام ہے حالانکہ ترقی اور ترقی پسندی میں بہت فرق ہے، ترقی، پیشقدمی، تفوق اور مسلسل آگے بڑھتے رہنے کا نام ہے، جبکہ ترقی پسندی غیروں کی ترقی کی نقالی ہے، یہ لفظ خود پسماندگی و تقلید کا تصور دیتا ہے۔ اسی وجہ سے عالم اسلام کی ترقی مغرب کی ترقی کی نقالی تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ یہ نقالی بھی صرف معیشت و معیار زندگی میں ہو رہی ہے جس نے معمولی آمدنی پر زیادہ مصارف کا بار لاد کر اس کو قرض کے بوجھ تلے دبا دیا ہے۔ اور زندگی کو آہ و کراہ، کلفت و گھٹن کا شکار بنا دیا ہے۔ لہٰذا عالم اسلام کو حقیقی ترقی کے میدان میں داخل ہونا چاہئے اس کو اپنا شعار و شیوہ ترقی پسندی کے بجائے ترقی، زمانے کے ساتھ چلنے کے بجائے سبقت و میر کارواں بننے کی صلاحیت اور نقل کے بجائے ایجاد و اختراع اپنانا چاہیے۔

نعت رسول

محمد قمر الدین قمر

زمیں سے آسماں تک ہے مکاں سے لامکاں تک ہے
ترے جیسا نہ ہوگا اور نہ دنیا میں ہوا کوئی
شفیع المذنبیں بھی رحمت للعالمیں بھی تو
ہے وہم و گماں سے بھی سے تری ذات بے ہمتا
گنہگاروں کا حامی تجھ سے بڑھ ہو نہیں سکتا
یہ عرش و کرسی و لوح و قلم ارض و سما سب کچھ
حد لفظ و بیاں سے بھی پرے توصیف ہے تیری

رسائی میرے آقا کی بتاؤں کیا کہاں تک ہے
تری نعت گرامی ختم بس تیرے بیاں تک ہے
تری رحمت کی وسعت اس جہاں سے اس جہاں تک ہے
رسائی دماغ و دل تو بس وہم و گماں تک ہے
کرم کی انتہا بیشک شفیع عاصیاں تک ہے
یہ فیض نور پاک خاتم پیغمبراں تک ہے
پہونچ انساں کی ہے بھی تو بس لفظ و بیاں تک ہے

تعدد ازدواج

اور اسلام کیخلاف مغربی دنیا کی زہر افشانی

عیسائیت کی ناکامی اور اسلامی قانون کی معقولیت پر ایک مباحثہ

مولانا شہاب الدین ندوی

ایک امریکی پروفیسر گریگوری کوزوسکی نے لکھا ہے کہ "میں کبھی کبھی محسوس کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے بارے میں عام امریکی باشندوں کا تصور دو کارٹونوں کی شکل میں پایا جاتا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ مسلمان ایک سنگدل اور تشدد پسند ہے جو ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ میں قرآن تھامے ہوئے ہے۔ اور دوسرے کارٹون کا تصور انتہائی دوسرے سرے پر ہے، جس میں مسلمان ایک موٹے تازے درتیل کی دولت میں مالا مال شیخ کی شکل میں نمودار ہوتا ہے، جس کا گھر سونے سے بھرا ہوا ہے اور وہ سو بیویوں والا ہے"۔ (اسلامک ہیرالڈ" کوالالمپور سے ایک اقتباس)

اس طرح آج اسلام کی ساری خوبیاں اور اس کے سارے اقدار (values) پس منظر میں چلے گئے ہیں اور پروپیگنڈہ کی قوت اس طرح غالب آگئی ہے کہ چند بے سروپا قسم کے الزامات یا افواہوں نے حقیقت کی جگہ لے لی ہے۔ اس طرح پروپیگنڈہ کے زور پر مسلمانوں کی بھیانک تصویریں کھینچی جاتی ہیں اور کم پڑھے لکھے لوگوں کو باور کرایا جاتا ہے کہ مسلمان ایک انتہائی متعصب اور جھگڑالو قسم کا آدمی ہوتا ہے جو عموماً کثیر زوجگی کا مرتکب (زیادہ تر چار بیویوں والا) ہو کر عورتوں کے حقوق پامال کرتا ہے۔ یہ تو کم پڑھے لکھے طبقے کا حال تھا جو ایک حد تک قابل معافی بھی ہو سکتا ہے، کیونکہ اسے اسلامی نظام حیات اور اس کی خوبیوں کے بارے میں کوئی صحیح علم یا جانکاری نہیں ہے لیکن المیہ تو یہ ہے کہ عیسائی دنیا اور مغربی طبقے میں خاص کر تعدد ازدواج یا کثیر زوجگی (Poly Gamy) کے سلسلے میں جو غلط پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے اس کے زیر اثر اعلی تعلیم یافتہ لوگوں کا ذہن بھی اس سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے۔ گویا کہ اسلام نے تعدد ازدواج کی اجازت (بعض ناگزیر معاشرتی و اجتماعی ضرورتوں کے تحت مشروط طور پر) دے کر صرف یہ کہ عالمی شریعتوں کے مقابلے میں ایک "بدعت" کا ارتکاب کیا ہے، بلکہ طبقۂ نسواں کی "توہین" کر کے ان کے حقوق بھی پامال کر دیئے ہیں۔ اور پھر لطف یہ کہ اس مسئلے کو کسی مذہب کی حقانیت کے جانچنے کا ایک اعلیٰ معیار قرار دیتے ہوئے کسی مذہب کے بارے میں گفتگو کے لئے اس مسئلے کو سرفہرست رکھا جاتا ہے۔ گویا کہ جس مذہب نے اس کی اجازت دی ہو خواہ اس کے معقول وجوہات کچھ بھی ہوں، اس میں سے کوئی خوبی ہی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ یہ اجازت ہزار برائیوں کی ایک برائی بلکہ اتنا سخت اور سنگین جرم متصور ہو گی کہ اس کی بنیاد پر اس مذہب کی تمام خوبیوں پر پانی پھیرا جا سکتا ہے اور جب کبھی ایک تعلیم یافتہ مسلمان کی ملاقات کسی تعلیم یافتہ عیسائی یا مستشرق سے ہوتی ہے تو وہ اپنی گفتگو کا آغاز جان بوجھ کر اسی مسئلے سے کرتا ہے۔ تاکہ وہ اپنی دانست میں اس مسئلے پر گفتگو کر کے ایک مسلمان کو اسلام کی "عدم معقولیت" کا یقین دلا سکے۔ یا اسلام کے بارے میں اس کے ذہن میں شکوک و شبہات پیدا کر کے اسے برگشتہ کر سکے۔ یہ موجودہ دور میں مستشرقین (علوم مشرق کے ماہر مغربی علماء) کا ایک خاص حربہ اور فنکاری ہے۔

تعدد ازدواج پر ایک مباحثہ

شام کے مشہور ماہر قانون ڈاکٹر مصطفےٰ سباعی نے اس سلسلے میں اپنا ایک واقعہ تحریر کیا ہے کہ ۱۹۵۶ء میں جب وہ دمشق یونیورسٹی کے ایک وفد کے ساتھ ایک تعلیمی و تحقیقی سفر کے تحت لندن گئے تو وہاں ان کی ملاقات پروفیسر اینڈرسن سے ہوئی جو لندن یونیورسٹی کے شعبہ شرقی میں مشرقی عائلی قوانین (پرسنل لا) کے صدر تھے، اور ان دونوں کے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ تعدد ازدواج (Poly Gamy) کے سلسلے میں اس طرح تھی:

اینڈرسن: تعدد ازدواج کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

مصطفےٰ سباعی: ایک صالح نظام ہے جو معاشروں کے لئے اکثر حالات میں مفید اور فائدہ بخش ہے۔ جب کہ اس کا نفاذ چند شرائط کے ساتھ ہو۔

اینڈرسن: تب تو آپ کی رائے محمد عبدہ (مصر کے ایک مشہور عالم) کی رائے کے مطابق ہے، جن کا نظریہ اس سلسلہ میں چند شرائط کو واجب قرار دینے کا تھا۔

مصطفےٰ سباعی: قریب قریب، لیکن پوری طرح نہیں۔ بلکہ میرا نظریہ دوسری بیوی کے نفقہ کی استطاعت رکھنے کے لحاظ سے مرد پر شرط عائد کرنے کا ہے، تاکہ اسلام کے مطالبے کے مطابق بیویوں کے درمیان عدل کا اثبات ہو سکے۔

اینڈرسن: کیا آپ جیسا آدمی بھی موجودہ دور میں تعدد ازدواج کا حامی ہو سکتا ہے؟

مصطفےٰ سباعی: میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں آپ مجھے صراحت کیساتھ اس کا جواب دیجئے۔ اگر کسی کی بیوی ایک متعدی مرض یا کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو جس کی شفایابی کی کوئی امید ہی نہ رہ گئی ہو اور وہ نوجوان بھی ہو تو اس وقت وہ کیا کرے؟ اس صورت میں اس کے سامنے تین ہی راستے ہوں گے: ایک یہ کہ اسے طلاق دیدے دوسرا یہ کہ وہ نکاح ثانی کرے۔ اور تیسرا یہ کہ وہ اپنی بیوی سے خیانت کرتے ہوئے غیر قانونی طور پر کسی دوسری عورت سے رابطہ رکھے لہٰذا اسے کیا کرنا چاہیے؟

اینڈرسن: اس صورت میں ایک چوتھا راستہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ صبر کرے اور اپنے نفس کو حرام سے بچائے رکھے۔

مصطفےٰ سباعی: تو کیا ہر شخص اپنے آپ کو حرام سے بچائے رکھنے کی قدرت رکھتا ہے؟

اینڈرسن: ہم سبھی اس بات کی قدرت رکھتے ہیں، کیونکہ ہمارے نفوس میں ایمان کی تاثیر موجود ہے۔

مصطفےٰ سباعی (مسکراتے ہوئے): کیا آپ ایک مغربی ملک کے باشندے ہوتے ہوئے بھی یہ بات کہہ رہے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ بات کوئی مسلمان یا مشرقی ملک میں رہنے والا کوئی عیسائی کہتا تو وہ زیادہ قابل فہم ہو سکتا تھا کہ وہ اپنے آپ کو حرام سے بچائے رکھنے کی استطاعت رکھ سکتا ہے کیونکہ اس کا ماحول ابھی تک عورت کے ساتھ ہر وقت اور ہر آن میل جول کرتے رہنے کا بنا ہوا نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی روایات اور اس کے اخلاق اب تک اس کے تصرفات پر غالب ہیں اور اس کے دین کا اثر اب بھی اس کے ملک میں برابر موجود ہے۔ جب کہ دوسری طرف تم مغربیوں کا حال یہ ہے کہ تم نے عورت کے ساتھ میل جول کرنے کا کوئی طریقہ بھی نظر انداز نہیں کیا ہے، اور اسے بھگانے کا کوئی ساحیلہ بھی باقی نہیں رکھ چھوڑا ہے یہاں تک کہ تم لوگ اب دن رات کا کوئی بھی لمحہ عورت کے بغیر گزارنے کی پوزیشن ہی میں نہیں رہ گئے ہو۔ اور تم ہی وہ لوگ ہو جن کا معاشرہ بے حیائیوں اور رقص گاہوں کی محفلوں کے شور و غل سے گونج رہا ہے اور تمہاری سڑکیں حرامی بچوں سے بھری ہوئی ہیں۔ تو ایسی صورت میں کیا تم دعوی کر سکتے ہو کہ تمہارا دین تمہاری بیویوں کی خیانت سے روکتا ہے؟ اور یہ بات کیوں کر ممکن ہو سکتی ہے جب کہ دو یا تین بیویوں کی بات تو ایک طرف رہی، خود بھلی چنگی، خوبصورت اور نوجوان بیویوں کی خیانت اور بد دیانتی کی خبروں سے اخبارات و رسائل کے کالم سیاہ رہتے ہیں اور ان واقعات سے عدالتیں بھری ہوئی دکھائی دیتی ہیں؟

اینڈرسن: میں تو صرف اپنی بات کہہ رہا ہوں۔ ہاں تو میں اپنے نفس پر قابو پانے اور صبر کرنے پر قادر ہوں۔

مصطفےٰ سباعی: بہت خوب! تو اس صورت میں آپ جیسے مسیحی اور مغربی لوگوں کا تناسب جو اپنے نفس پر قابو رکھ سکتے ہیں ان لوگوں کے مقابلے میں جو اپنے نفس پر قابو نہیں رکھ سکتے کیا ہے؟

اینڈرسن: مجھے اس سے انکار نہیں ہے کہ ان کی تعداد بہت ہی کم ہے۔

مصطفےٰ سباعی: تو کیا آپ کی نظر میں قانون ان لوگوں کی خاطر بنایا جا سکتا ہے جن کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی ہو؟ یا عوام اور زیادہ لوگوں کے لئے؟ اور ایسے قانون کا کیا فائدہ جس کا اطلاق ایک محدود طبقے ہی پر ہو سکے؟

اس پر اینڈرسن خاموش ہو گیا اور کوئی جواب نہ دے سکا۔

دعائے مغفرت

تعمیر حیات کے پرانے ہمدرد جناب نذیر احمد صاحب کے بڑے بھائی کا ایک سانحہ میں انتقال ہو گیا ہے۔ قارئین تعمیر حیات سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے

تعمیر حیات لکھنؤ بقیہ ص ۷ کا

سے شراب چھوٹ جائے۔ دیکھ لیجئے اس کی تمام تر تفصیلات کہ اس کیلئے کیا کیا ذرائع استعمال کئے گئے، اس کے لئے جان تک کی بازی لگا دی، پروپگنڈہ کیا، ترغیبات دیں، اس کے نقصانات بیان کئے گئے، تاریخ کی شہادت موجود ہے کہ بجائے کم ہونے کے مزید لت پڑ گئی، اور ضد ہو گئی کہ شراب نہیں چھوٹ سکتی، آخر میں صدر اور حکومت کو ہار ماننی پڑی، انہوں نے ہار نہیں مانی، اس کے مقابلہ میں مدینہ میں بوریہ پر بیٹھ کر اللہ کا بندہ اور اللہ کا رسول کہتا ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (المائدہ ۹۰)

اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پاسے (یہ سب) ناپاک کام اعمال شیطان سے ہیں سو ان سے بچتے رہنا تاکہ نجات پاؤ

یہ کہنا تھا کہ ادھر آواز آئی "انتہینا انتہینا" لوگوں کا بیان ہے کہ ہونٹوں پر جتنی شراب گئی، اس سے آگے نہ بڑھنے پائی، ایک قطرہ بھی نہیں گیا، اسی وقت انڈیل دی جو جہاں بیٹھا تھا اس نے وہیں انڈیل دی، دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ مدینہ کی گلیوں اور نالیوں میں شراب اس طرح بہہ رہی تھی جیسے پانی بہتا ہے، اب اس کے بعد دیکھئے کہ شراب پینے کے کتنے واقعات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیش آئے، جب کہ تمدن بھی آ گیا تھا، اور روم و ایران اور شام کی دولت کے خزانے امنڈ آئے تھے۔

اس وقت جس چیز کی کمی ہے اور جو چیز فیصلہ کن اور انقلاب انگیز ہے وہ ہے اسلامی سیرت کا اختیار کرنا، اور اگر ایسا اجتماعی ہو تو کیا کہنے لیکن اجتماعی طور پر الحمد للہ کوشش ہو رہی ہیں انفرادی طور پر کوشش کر کے دیکھئے اور آپ سب لوگ الحمد للہ یہاں پر موجود ہیں، ہم میں ہر ایک شخص یہ طے کرے کہ شریعت کو مقدم رکھنا ہے حکم الٰہی اور حکم شرعی پوچھنا ہے، کوئی بھی کام ہو سیاسی انتخاب و الیکشن سے لے کر شادی بیاہ، ختنہ، عقیقہ مکان کی تعمیر، جائیداد کی تقسیم، اور کھانے پینے تک یہ دیکھنا ہے کہ شریعت کی اجازت ہے کہ نہیں، اور شریعت کا حکم کیا ہے؟ اگر یہ بات پیدا ہو جائے، تو تمام کوششیں حاصل، آپ کا یہاں آنا حاصل، اور میرا یہاں آنا اور کچھ کہنا حاصل ورنہ۔ ع

نشستند و گفتند و برخاستند

یہ برسوں سے ہو رہا ہے نہ ہمیں کہنے سے فرصت ملتی ہے اور نہ آپ کے سننے کی عادت جاتی ہے، اس کا کچھ حاصل ہونا چاہئے، جو نمازی نہیں ہے، وہ اب اس نماز سے جو ظہر کے وقت آنے والی ہے مرتے مرتے مر جائے عہد کرے کہ نماز نہیں چھوڑیں گے، اگر خدا نخواستہ آپ کسی ناجائز چیز کے عادی ہیں تو ہمیں تو یہ کہنے دیجئے کہ اب اسے ہاتھ نہیں لگانا ہے، مسلمان سیاسی طور پر اس سے پیچھے ہیں، ہر جگہ اسی بات کا رونا سنتے سنتے کان پک گئے، جان لبوں پر آ گئی۔

بس ہو چکا — کم سے کم اپنے شعور کے وقت سے سن رہا ہوں، کوئی مجلس کوئی جلسہ اس سے خالی نہیں، سیاسی رونا، اقتصادی رونا لیکن کوئی عزم نہیں، کوئی فیصلہ نہیں ضرورت ہے کہ ہم اپنی سیرت بدلیں اس کے بغیر کام نہیں چلتا، اور جب اللہ نے محبوب رسول سے یہ کہے، اور اس کو یہ تلقین کرے اور یہ وظیفہ بتائے کہ تم یہ دعا کرو کہ رَبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ، تو ہم کس شمار قطار میں ہیں قانون تو معمولی آدمی نہیں بدلتا، اور یہ تو اللہ تعالیٰ کا قانون ہے، اور قانون یہ ہے کہ پہلے تم بدلو يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ (البقرہ ۴۰)

اے بنی اسرائیل میرے وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کئے تھے اور اس اقرار کو پورا کرو جو تم نے مجھ سے کیا تھا میں اس اقرار کو پورا کروں گا جو میں نے تم سے کیا تھا۔

اے بنی اسرائیل (جو اس وقت کی معزز و مکرم قوم تھی) اللہ کے احسان کو یاد کرو، جو تم پر کیا، اور میرے عہد کو پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا ترتیب یہ ہے، لیکن ہم چاہتے ہیں کہ اللہ میاں اپنا عہد پورا کر دیں، باقی پھر دیکھا جائیگا، اور اللہ میاں علیم و خبیر ہے دل کے حالات جاننے والا ہے، پہلے کو دل میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہے، سارا شکوہ خدا سے ہے، ارے صاحب یہ امت مرحومہ، یہ اشرف الامم کس طرح ذلیل کیسی خوار ہے، ہر جگہ پٹ رہی ہے اور یہ نہیں دیکھتے کہ ہم کیا کر رہے ہیں آپ اپنی زندگی میں کون سی تبدیلی لائے اتنے دنوں سے وعظ ہو رہے ہیں، تبلیغی جماعت کام کر رہی ہے، ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ نہ شادی بیاہ کے رسم و رواج میں کوئی فرق ہے اور نہ مسلمانوں کے اسراف میں کوئی فرق ہے، اسی شہر میں کسی جگہ سے گذر رہا تھا، وہ روشنی دیکھی وہ روشنی دیکھی، خطرہ ہوا کہ شاید یہ گھر کسی مسلمان کا ہو، بس ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمام روشنی یہیں آ گئی ہے، کسی بات میں فرق لانے کو تیار نہیں، بس جو پہلے اور جو طرز زندگی تھا، وہی آج ہے جو نماز کے پابند نہیں، وہ نماز کے پابند نہیں جو پینے پلانے کا عادی تھا وہ پینے پلانے کا عادی ہے۔ جو مال میں حقوق العباد میں معاملات میں دیانتداری کو ضروری نہیں سمجھتا تھا وہ اب بھی ضروری نہیں سمجھتا، جو ہاتھ لگ جائے وہ اپنا مال یہی ہندوستان کا ملک ہے، اگر آپ میں صداقت آ جائے انصاف آ جائے، آپ میں خلوص آ جائے، آپ میں ہمدردی آ جائے انسانی جان کا پورا احترام اور ملک کو بچانے کی پوری فکر پیدا ہو جائے تو کوئی زبردستی کی بات نہیں، سنت خداوندی تو بڑی چیز ہے فطرت انسانی ہے کہ کہا جائے گا، اب آپ ہی انتظام سنبھالئے کہ یہ ملک تباہ ہو رہا ہے، اب گاڑی چلتی نہیں ہے، ہر آدمی آپ ہی کو چاہتا ہے، اپنا کام کرانا چاہتا ہے اپنا وقت بچانا چاہتا ہے، نقصان سے بچنا چاہتا ہے، انسانی فطرت ہے، اگر اس کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ کام آپ ہی کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے، تو پھر کہاں کا قومی تعصب، اور کہاں کی فرقہ وارانہ عصبیت، سب کہیں گے کیجئے بس اب آپ ہی ذمہ داری قبول کیجئے

قوموں کی لیڈرشپ اس طرح ہاتھ میں نہیں آیا کرتی کہ آپ رٹتے بھی رہیں اور کام کچھ نہ کریں، اور شکوہ شکایت کریں اور اس کے بعد کہیں کہ اقلیت میں ہونے کے باوجود ہمیں وہ حقوق ملیں، اور ہماری مرضی پوری ہو، اقلیت، فرد واحد اپنی دیانت سے اپنی خدا ترسی سے اپنی قابلیت سے سب کو جھکا لیتا ہے اور اپنا لوہا منوا لیتا ہے، سیاسی شکوے، سیاسی مظاہرے اور احتجاج بہت ہیں لیکن ہم اپنی سیرت نہیں بدلتے، ہم میں کا ہر آدمی جس جگہ ہے جس محکمہ میں ہے، جس محاذ پر ہے، وہ ثابت کر دے کہ آپ ایک سچے، راست باز انسان ہیں، آپ ایک محنت شعار انسان ہیں حق و انصاف کے معاملہ میں آپ ہندو مسلم کی بھی کوئی تفریق نہیں کرتے، آپ کے لئے حرام ہے کہ آپ کسی ناجائز پیسے کو نظر اٹھا کر بھی دیکھیں، یہ آپ کچھ دن کر کے دیکھئے پھر ہندوستان کا نقشہ کیا ہوتا ہے، اور آپ کس مقام پر نظر آتے ہیں؟

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین -:-

بنگلہ دیش میں محصور پاکستانیوں کی وطن واپسی کی جدوجہد جاری رہیگی

بنگلہ دیش میں محصور پاکستانیوں کی وطن منتقلی کیلئے امریکہ میں جدوجہد کرنے والی تنظیم انٹرنیشنل کونسل برائے منتقلی کے مرکزی صدر ڈاکٹر شفیع بیزار نے اعلان کیا ہے کہ وہ ان محصورین کی پاکستان منتقلی تک اپنی جدوجہد امریکہ اور دوسرے عالمی فورموں پر جاری رکھیں گے اور اس کیلئے ہر جائز طریقہ اختیار کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط کتابی شکل میں شائع کرنے کا فیصلہ

ابو ظبی کلچرل فاؤنڈیشن نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہائے مبارک کو کتابی شکل میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے، اس تاریخ ساز کام کا بیڑہ ایک عالم جناب فلاح ذکی نے اٹھایا ہے انہوں نے بتایا کہ حضور کے خطوط کی تعداد سو سے زیادہ ہے مجوزہ کتاب میں بہت سے نادر اور نایاب خطوط بھی شامل ہوں گے جن کا عام لوگوں کو ابھی تک علم نہیں ہے

عالم اسلام

• محمود الازہار ندوی •

افغانستان پر روسی تسلط کی وجہ سے عالم اسلامی میں سوویت مخالف جذبات کو ہوا ملی ہے۔

افغانستان پر سوویت فوج کشی کی آٹھویں سالگرہ جوں جوں قریب آتی جا رہی ہے وہاں سے دامن چھڑانے کی ماسکو کی خواہش نمایاں ہوتی جا رہی ہے سوویت یونین کے تین ہفتہ کے حالیہ دورہ کے موقع پر سوویت وزارت خارجہ کے عہدیداروں سے اور مختلف تحقیقی اداروں میں جن لوگوں سے میری ملاقاتیں ہوئیں ان میں سے کسی سے بھی میں نے افغانستان پر تسلط قائم رکھنے کی بات نہیں سنی۔

افغانستان میں اس کارروائی کو بالعموم "ایک تباہی" اور برزنیف دور کی ناکام پالیسیوں میں شمار کیا جاتا ہے لیکن روسیوں کی بات کا یقین کرنا بھی ضروری نہیں، ہاں ایسے معروضی اسباب ضرور ہیں جن کی بنا پر یقین کیا جاتا ہے کہ وہ افغانستان سے گلا چھڑانا چاہتے ہیں۔

خیال ہے کہ افغان مجاہدین کے ہاتھوں ۲۰ ہزار سے زیادہ روسیوں کا اتلاف ہوا ہے جن میں سے تقریباً دس ہزار ہلاک ہوئے ہیں اس کے باوجود اس ملک پر ان کی گرفت میں دم نہیں ہے کسی ملک میں امن کی گاڑی نہ چلے تو بھی اس طرح نقصانات غیر معین عرصہ تک برداشت نہیں کئے جا سکتے

افغانستان سے انخلا کی وجہ سے روس کو چین کے ساتھ تعلقات بہتر بنانے میں مدد ملے گی جسے میخائل گورباچیف اپنی خارجہ پالیسی میں اولین فوقیت دیتے ہیں مزید برآں افغانستان پر سوویت فوج کشی کا خاص محرک یہ اندیشہ تھا کہ کہیں ایرانی انقلاب افغانستان میں پھیلنے کے بعد سوویت وسط ایشیا تک نہ پہنچ جائے

لیکن اب یہ اندیشہ بے بنیاد معلوم ہوتا ہے کیونکہ خمینی کی ۹ برس سے اسلامی انقلاب کی تبلیغ کے باوجود سوویت یونین کی مسلم جمہوریتوں میں کوئی نمایاں "اسلامی" تحریک نہیں ہوئی ہے بلکہ ہوا یہ ہے کہ افغانستان پر تسلط کی وجہ سے عالم اسلامی میں سوویت مخالف جذبات کو ہوا ملی ہے اور مشرقی وسطی کے کئی ملکوں کے ساتھ ماسکو کے تعلقات خراب ہو گئے ہیں۔ صاف ہے کہ افغانستان چھوڑ دینے ہی میں روس کا فائدہ ہے ☆

کابل حکومت کی نام نہاد قومی مصالحتی پالیسی ملک میں حقوق انسانی کی کم سے کم سطح پر بحالی میں ناکام رہی ہے۔

چھ بین الاقوامی قانون دانوں کے آزاد گروپ نے جس نے افغانستان میں حقوق انسانی کی خلاف ورزی کے الزام کی تحقیقات مکمل کی بتایا ہے کہ سوویت یونین اور افغانستان کی حکومت نے افغان عوام کا قتل عام کیا جس رپورٹ میں گروپ نے کہا کہ کابل حکومت کی نام نہاد قومی مصالحتی پالیسی بھی ملک میں حقوق انسانی کی کم سے کم سطح پر بحالی میں ناکام رہی ہے پاکستانی سرکاری اعداد و شمار کے حوالہ سے رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ہر ماہ کم از کم دس ہزار افغان پناہ گزیں پاکستان آ جاتے ہیں اس گروپ میں امریکہ، برطانیہ، سویڈن اور مالٹا سے تعلق رکھنے والے اسکالر شامل ہیں رپورٹ میں شہریوں پر بمباری انہیں زد و کوب کر کے قتل کرنے زندہ جلانے اور ان کا مال چھیننے کے واقعات کا حوالہ دیا گیا ہے رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ سوویت حکام نے افغانوں کے مذہبی اسلام کی بھی بے حرمتی کی گروپ کے ارکان نے جو افغانستان میں رہ چکے ہیں بتایا کہ سوویت سپاہی دیہات پر حملہ کے بعد مساجد کو بیت الخلا اور قرآن مجید کے اوراق مبارکہ کو ٹائلٹ پیپر کے طور پر استعمال کرتے ہیں سوویت سپاہی دیہاتیوں پر تشدد کے موقع پر طنزاً ان سے پوچھتے ہیں "اب تمہارا خدا کہاں ہے اور تمہارا خدا تمہاری مدد کیوں نہیں کرتا"

قانون دانوں کی اس بین الاقوامی جماعت کا نام خود مختار کونسل برائے بین الاقوامی انسانی حقوق ہے — یہ ان ماہرین پر مشتمل ہے جو بین الاقوامی انسانی حقوق کے قانون اور بالخصوص حقوق انسانی کے قوانین ...... میں خصوصی مہارت رکھتے ہیں اس کونسل کے اخراجات کمیٹی برائے آزاد افغانستان نے فراہم کئے جو حقوق انسانی کی تعلیمی تنظیم ہے کونسل کے ارکان نے پاک افغان سرحد پر واقع مہاجر کیمپوں کے تین الگ الگ سفر کئے اور مبینہ طور پر مظالم کا شکار ہونے والے ۴۰ افراد کے انٹرویوز لئے میں ۶ ماہ صرف کئے بعد ازیں یورپ میں تحقیق کے بعد اس نے اپنے نتائج مرتب کئے ماہرین نے افغانستان کے دورہ کی اجازت حاصل کرنے کیلئے حکومت افغانستان کو تحریری درخواست بھی دی تھی لیکن انہیں وہاں جانے کی اجازت نہیں دی گئی ان ماہرین کی رپورٹ میں فیلکس ارماکورا کی رپورٹ کی تردید کی گئی جس میں کہا گیا تھا کہ افغانستان کی حکومت کے زیر قبضہ علاقوں میں حقوق انسانی کی صورت حال قدرے بہتر ہوئی ہے تازہ ترین رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ تشدد کا سلسلہ اسی طرح جاری ہے جس طرح قومی مصالحت کے اعلان سے پہلے جاری تھا بلکہ اس کی رفتار تیز ہوئی ہے ان ماہرین کی تحقیق کے مطابق سوویت کابل حکومت کی افواج نے سوویت یونین ایران اور پاکستان سے ملحق سرحدی علاقوں کے عوام کا صفایا کر دیا ہے ماہرین نے سیمینار کے دوران بتایا کہ سوویت کابل حکومت کے طیاروں نے ایک گاؤں کے عوام پر جان بوجھ کر بمباری کی جس سے ۶۰ افراد ہلاک اور ۲۵ زخمی ہوئے ایک گاؤں سے گیارہ ضعیف العمر افراد کو پکڑ کر ان پر سفید کیمیکل چھڑک کر انہیں زندہ جلا دیا گیا ایک گاؤں میں ۱۷۲ بوڑھے مردوں، عورتوں اور بچوں کو قتل کیا گیا۔ ۱۲ بچوں کے گلے گاؤں والوں کو دہشت زدہ کرنے کیلئے یکے بعد دیگرے کاٹ دیئے گئے ان ماہرین نے بتایا کہ ۱۹۸۷ میں پل چرخی جیل سے رہا ہونے والے ایک شخص کے انگوٹھوں اور نازک مقامات پر بجلی کے جھٹکے لگائے گئے اور اسے دیوار سے باندھ کر اس کے نازک مقام کو سوڈے کی گرم کی ہوئی بوتل سے تشدد کا نشانہ بنایا گیا ایک اور قیدی کے ساتھ بھی اسی طرح کا تشدد روا رکھا گیا اس سیمینار سے حربی اور بین الاقوامی مطالعوں کے مرکز کے مشیر ڈاکٹر زبگنیو برزنسکی نے بھی خطاب کیا اور کہا کہ افغانستان امریکہ کیلئے اخلاقی اور حربی مسئلہ ہے اس کا عربی پہلو پاکستان اور ایران کی سلامتی اور خلیج تک رسائی سے تعلق رکھتا ہے سابق صدر جمی کارٹر کے قومی سلامتی کے مشیر برزنسکی نے اس رپورٹ کو افغانستان میں سوویت اقدامات کے خلاف بہت سخت فرد جرم قرار دیا امریکی وفد نے اس رپورٹ کو اقوام متحدہ میں متعارف کرایا ہے اور آئندہ ہفتہ جب وہاں حقوق انسانی کی خلاف ورزیوں پر بحث ہو گی تو اس رپورٹ کو نمایاں حیثیت حاصل ہو گی ☆

افغانستان کی عارضی حکومت میں مجاہدین کو ایک تہائی نمائندگی دی جائے۔

پاکستان کے صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے افغانستان میں روسی افواج کے انخلاء سے پہلے متحدہ اقوام کی امن فوج کے قیام کا مشورہ دیا ہے

صدر پاکستان کا خیال ہے کہ روسی افواج کے تخلیہ کے لئے متحدہ اقوام کی امن فوج کی شرط لگا دینی چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ اس فوج کے قیام کی ضرورت اس ملک میں اسی لئے بھی ہے کہ حقیقی اور مکمل انخلاء کا یقین ہو جائے اور روس کا بھی یقین ہو جائے کہ اب روسی فوجیں دوبارہ اس ملک میں نہیں آئیں گی۔

جنرل ضیاء الحق نے سنڈے ٹیلگراف کو ایک تفصیلی انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ اقوام متحدہ کی امن فوج کے بغیر تخلیہ کی ساری کارروائی بیکار ہو گی امن فوج کے قیام اور موجودگی سے فائدہ یہ ہو گا کہ عبوری دور میں سامنے والے انتشار اور افراتفری میں نظم و نسق قائم رکھنے میں مدد ملے گی۔

جنرل ضیاء الحق سے خاص طور سے انٹرویو کا اہتمام ریگن گورباچوف کی مستقبل قریب میں ہونے والی ملاقات کے پیش نظر کیا تھا ظاہر ہے کہ اس ملاقات کے دوران زیر بحث ایجنڈا میں افغانستان کا نازک مسئلہ بھی شامل ہو گا

صدر پاکستان نے انٹرویو میں کہا کہ ضرورت اس کی ہے کہ افغانستان میں انتخابات کرانے سے پہلے انتخابات کے تمام انتظامات مکمل کرانے کی مدت تک کابل میں ایک عارضی حکومت قائم کر دی جائے جس میں افغان مجاہدین کو ایک تہائی کی نمائندگی دی جائے۔

انٹرویو دیتے وقت جنرل ضیاء الحق کے لب و لہجہ سے یہ اندازہ ہوا کہ وہ مسئلہ افغان کے سیاسی حل کے سیاق میں بہت حد تک پر خلوص ہیں لیکن دشواری یہ ہے کہ افواج کا تخلیہ کس طرح ہو روسی لیڈر بدعہدی سے بھی بچنا چاہتے ہیں اور خلیج پر متوجہ ہیں بنیادی جنگی مفادات بھی ان کے پیش نظر ہے

(بقیہ ص ... پر)

کیا ہے۔ صراط المستقیم کا زیادہ تر ترجمہ۔ سیدھی راہ، سیدھا راستہ / راستہ کیا ہے بعض ترجموں میں "راہ راست" اور راہ مضبوط بھی ملتا ہے بیشتر مفسرین نے صراط مستقیم کی جو تشریح کی ہے وہ یہ ہے کہ "زندگی کے ہر شعبہ میں خیال اور عمل اور برتاؤ کا وہ طریقہ ہمیں بتا جو بالکل صحیح ہو...... جس پر چل کر ہم سچی فلاح و سعادت حاصل کر سکیں" الفاظ و جملوں کا فرق ہے مگر مفہوم سب کا یہی ہے۔ سید احمد شہید ان سب سے ہٹ کر یہ تشریح کی ہے "صراط مستقیم سے اللہ کی رضا سمجھنا چاہئے اور چیز ہمیشہ مقام پر سمجھنی لائق نہیں، اس واسطے کہ جو کوئی کچھ مانگے کتنا ہی خوب سے خوب مانگے اللہ کے خزانوں میں ہزار چند اس سے بہتر ہو سکتا ہے...... اس واسطے اچھا سوال یہی ہے کہ رضا مانگئے اپنی تجویز نہ کیجئے۔ اس کی رضا سے جو ہو گا سو خوب ہو گا۔ اور اپنی تجویز بہت بہتر سے بہتر بھی کبھی پشیمانی اور پچھتاوا ہو جاتا ہے...... اس لئے اصل مانگنا اس کی رضا کا ہے۔ جب اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اپنے بندے سے راضی ہو جو چاہئے اگر گمان خیال سے باہر ہو وہ بخشتا ہے اور دیتا ہے اور اس کی ذات کا تقاضا بھی ہے اور رضا اس کی بے پایاں ہے...... اور رضا خدا کی ہر اچھے کام پر ہوتی ہے۔ اور اچھا کام کبھی بروں سے بھی ہو جاتا ہے جیسے عدالت انصاف کسی بات میں کبھی کوئی کافر بھی کرتا ہے اور بعضے کافر محتاجوں کو دیتے ہیں...... ایسی باتوں سے اور کاموں سے اللہ راضی ہوتا ہے پر یہ رضا کچھ کام نہ آوے گی۔ دنیا میں اللہ چاہے بدلا دے پر آخرت میں انکو کچھ فائدہ نہیں ہے۔ جب اللہ کی رضا بعضے اچھے کام کر بروں سے ہوتی ہے ان پر بھی ہووے تو اس واسطے صراط المستقیم کا بیان بتلایا کر۔

صراط الذین انعمت علیہم
راہ ان کی جن پر فضل کیا تو نے"

سید صاحب نے حقیقت الصلوٰۃ میں شاہ عبدالقادر کا ترجمہ "راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے فضل کیا" تھوڑے سے تصرف یعنی لفظ "لوگوں کو ساقط کر کے قبول کیا ہے۔ ابتدائی مترجموں نے فضل، فضل و کرم، نعمت، انعام، انعام کا فضل ترجمہ کیا ہے۔ سرسید نے "کو بخش کی" ترجمہ کیا جبکہ معاصرین میں مولانا تھانوی مولانا مودودی مولانا آزاد نے انعام فرمایا ترجمہ کیا ہے۔ اور مولانا اصلاحی نے فضل کا لفظ اختیار کیا ہے۔ بیشتر مترجمین نے "فضل" کو انعام کے مترادف یا ترجمان مانا ہے اس فقرہ کی تشریح مختصر طور سے سید صاحب نے اس طرح کی ہے:

" وہ لوگ پیغمبر اور صدیق اور شہید اور صالح ہیں۔ حاصل یہ ہوا کہ اپنی وہ رضا ہمیں دے جو ایسے لوگوں کو دی۔ نہ ویسی رضا کہ جیسے کسی اچھے کام پر بعضے بُرے لوگوں کو ہو جاتی ہے کہ ان پر غصہ بھی ہوتا ہے۔ ان کی برائیوں سے اسی واسطے فرمایا "غیر المغضوب علیہم" نہ دے کہ جن پر غصہ کیا...... ولا الضالین اور نہ گمراہ......"

"رسالہ حقیقت الصلوٰۃ" میں انہوں نے اس کا ترجمہ کیا ہے: "نہ ان کی جن پر غصہ ہوا ہے اور نہ بہکنے والوں کی" یہ ترجمہ شاہ عبدالقادر دہلوی کا ترجمہ: "نہ وہ جن پر غصہ ہوا اور نہ بہکنے والے" سے قدرے مختلف ہے۔ ابتدائی اور معاصر مفسرین نے عام طور سے ان دونوں فقروں کا ترجمہ غصہ کئے گئے / غضب کئے گئے اور گمراہ، بہکنے والے ہی کیا ہے۔ بعض لوگوں نے ضالین کا ترجمہ بھٹکے ہوئے کیا ہے۔ مولانا تھانوی نے یہ ترجمہ کیا ہے "نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے" مولانا آزاد کا ترجمہ ہے: "ان کی نہیں جو پھٹکارے گئے اور نہ ان کی جو راہ سے بھٹک گئے" مولانا مودودی نے "جو معتوب نہیں ہوئے جو بھٹکے ہوئے نہیں ہیں" ترجمہ کیا ہے جبکہ مولانا اصلاحی نے: "جو نہ مغضوب ہوئے اور نہ گمراہ" ترجمہ کیا ہے سید صاحب اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"جیسے گنہگار، فاسق کہ خدا کے غضب میں ہیں ہر چند کوئی کام ان سے اچھا بھی ہو جائے کہ اللہ کی یہاں مرضی ہو...... یعنی کافر ہر چند ان سے بھی کبھی کوئی کام اللہ کی رضامندی کا ہو جاوے پر ان کی راہ کبھی ہرگز نہیں مانگنا ان کے نصیب میں رضامندی نہیں کہ جو آخرت میں فائدہ دے۔"

سید احمد شہید کے اس ترجمہ و تشریح میں دو اہم نکتے ہیں۔ اول یہ کہ وہ شاہ عبدالقادر دہلوی سے متاثر ہیں اور دوم یہ کہ انہوں نے دونوں ناپسندیدہ طبقات کو عام رکھا ہے جبکہ پسندیدہ اور ہدایت یافتہ طبقات کی نشاندہی کی ہے۔ مولانا تھانوی مولانا آزاد اور مولانا مودودی کی تشریحات میں سید احمد شہید کے افکار و زبان کی گونج واضح طور سے سنائی دیتی ہے جبکہ دوسرے علماء کے یہاں اس کا اتنا اثر نظر آتا۔ عام طور سے مفسرین نے غیر المغضوب علیہم سے مراد یہود کو لیا ہے۔ اور الضالین سے نصاریٰ کو۔ مولانا اصلاحی نے ان دونوں کو ان بدبخت طبقات کی واضح مثال قرار دیا ہے۔ مولانا تھانوی، مولانا آزاد، مولانا مودودی وغیرہ متعدد علماء نے ان کو عام طبقات رکھا ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

حضرت سید احمد شہید کی تفسیر سورۂ فاتحہ اردو میں سب سے پہلی کاوش نہ سہی مگر وہ اولین مطبوعہ تحریر ضرور ہے۔ حضرت کے استاذ گرامی شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی اور ان کے برادر مفسر شاہ رفیع الدین دہلوی کی تفسیر اتنی ایجاز پسند ہے کہ اس کو تفسیر کہنا مشکل ہے۔ رسالہ "حقیقت الصلوٰۃ اور تفسیر سورہ فاتحہ کے موازنہ سے سید احمد شہید کے فکری ارتقا کا بھی پتہ چلتا ہے۔ ابتداءً وہ اپنے استاذ گرامی سے نہ صرف متاثر نظر آتے ہیں بلکہ ان کے ہر نقش قدم کی پیروی کرتے ہیں مگر بعد میں وہ اپنے فکر و تدبر کی روشنی میں ترجمہ و تفسیر کرتے ہیں۔ اور بہتر طور سے کرتے ہیں۔ یہ حقیقت بھی ذہن نشین رکھنی ضروری ہے کہ سید احمد شہید نے املاءً یہ تقریر فرمائی تھی اور خود قلمبند نہیں کیا تھا بلکہ مولانا عبدالحئی صاحب سے تحریر کروائی تھی۔ اپنے قلم سے تحریر کرنے میں زبان و اسلوب کا جو فرق پڑتا ہے وہ اہل قلم و صاحبان علم سے پوشیدہ نہیں۔ زبان و طرز ادا کے لحاظ سے سید شہید کی زبان میں بعض ناہمواریاں آج ضرور نظر آتی ہیں۔ جملوں کی ساخت میں کہیں کہیں الجھاؤ ہے، اضافت کا موجودہ اصول معدوم ہے صفت موصوف میں تقدیم و تاخیر نظر آتی ہے حرف عطف "اور" کا کثرت سے استعمال ہوا ہے اور جملوں کے آغاز میں "کہ" بُری طرح کھٹکتا ہے بعض متروک الفاظ بھی استعمال کئے گئے ہیں۔ بایں ہمہ ان کی زبان اپنی سلاست و روانی اور دلنشینی کے لحاظ سے ادبی کسوٹی پر کھری اترتی ہے۔ زبان کی تمام ناہمواریاں آج کے ترقی یافتہ ادب کے اعتبار سے نظر آتی ہیں ورنہ وہ اپنے عہد کی بہت عمدہ ادبی اسلوب کی ترجمان ہے وہ خواجہ احمد فاروقی کے اس دعوے کا ثبوت فراہم کرتی ہے کہ اردو میں سلیس، سادہ تکلفات سے معرا اور دلکش زبان کی داغ بیل نہ سرسید نے ڈالی تھی اور نہ فورٹ ولیم کالج کے انگریز مہذب اردو نثر نگاروں نے بلکہ اس کی ابتدا، دہابی مصنفین کے ہاتھوں ہوئی تھی۔ اس پر یہ اضافہ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت سید احمد شہید نے فکری قیادت کے ساتھ ساتھ زبان و اسلوب ایجاد کرنے میں بھی سرخیلی کی تھی۔ فکر و تفسیر کے لحاظ سے بھی سید شہید کی تفسیر ایک ممتاز و منفرد مقام کی حامل ہے اور اسلوب و زبان کے اعتبار سے۔ اس نے اپنے معاصرین اور اخلاف پر دونوں اعتباروں سے اثر ڈالا تھا جس کی شہادت شاہ اسمٰعیل کی تقویۃ الایمان اور مولانا تھانوی۔ مولانا آزاد و مولانا مودودی وغیرہ کی تفسیریں دیتی ہیں۔

مستند اذکار و دعاؤں کا انمول تحفہ

مسنون دعائیں

مرتبہ: حفیظ الرحمٰن اعظمی ندوی

اس مختصر سی لیکن محقق و مستند کتاب میں انسانی زندگی کے اہم پہلوؤں سے متعلق دعائیں، حدیث کی کتابوں سے انتخاب کر کے سلیس اردو ترجمہ کے ساتھ جمع کر دی گئی ہیں۔ اس کتاب کو جلیل القدر علماء و موقر اخبارات و رسائل نے سراہا ہے۔ اعلیٰ کتابت، آفسیٹ کی دیدہ زیب طباعت۔ قیمت صرف تین روپئے۔

ناشر
دارالکتاب الاسلامی ابراہیم پور ضلع اعظم گڑھ یوپی

ملنے کا پتہ
انجمن فاروقیہ، ابراہیم پور پوسٹ دیوکلی تارن ضلع اعظم گڑھ یوپی ۲۷۶۴۰۳

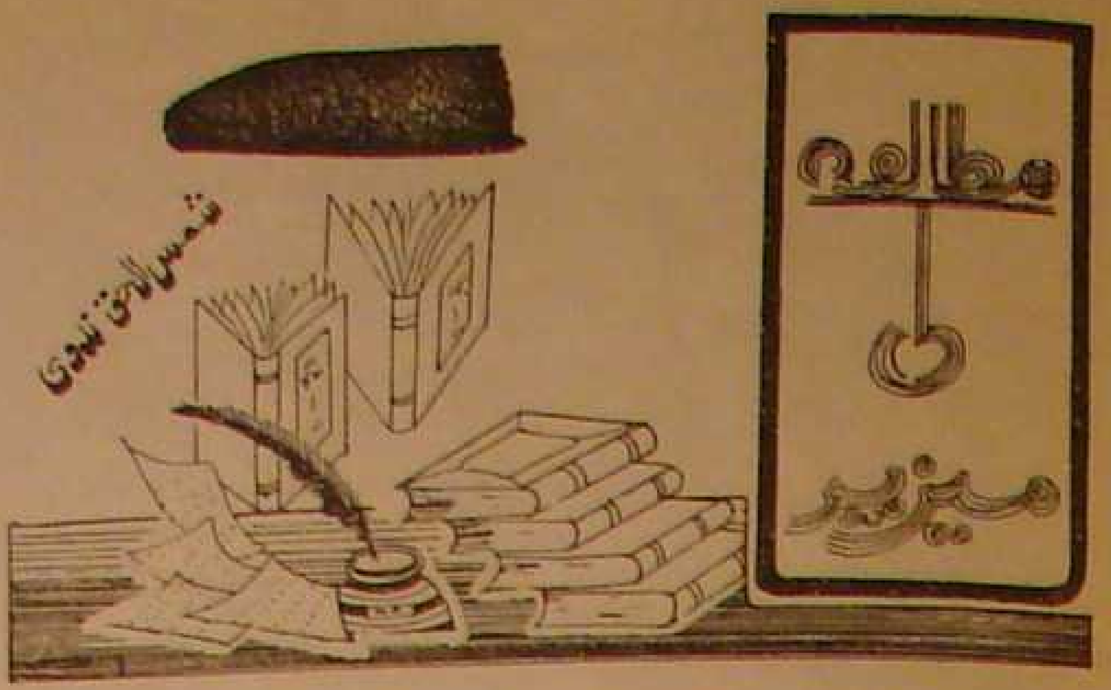

حکیم فخر الدین خیالی کارنامے و حیات
مصنف: ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی
ناشر خود مصنف ــــ قیمت ۳۰ روپئے
ملنے کا پتہ
مکتبہ اسلام، گوئن روڈ لکھنؤ

مولانا حکیم سید فخر الدین خیالی، مولانا سید عبدالحئی سابق ناظم ندوۃ العلماء (صاحب نزہۃ الخواطر۔ الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند، گل رعنا) کے والد اور مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کے دادا ہیں۔ مولانا خیالی ایک جید عالم، صاحب نسبت بزرگ، حاذق حکیم اور ماہر شاعر تھے۔ فارسی زبان میں کامل دستگاہ رکھتے تھے ان کی سب سے اہم کتاب "مہر جہانتاب" ہے جو فارسی زبان میں ایک قسم کا انسائیکلوپیڈیا ہے

ڈاکٹر ہارون رشید صاحب نے کتاب کو سات ابواب میں تقسیم کر کے بڑی خوبی کے ساتھ اس کو تکمیل تک پہنچایا ہے کتاب کے ابواب بالترتیب اس طرح ہیں

(۱) حالات زندگی
(۲) اولاد و احفاد اور ان کی علمی خدمات
(۳) تصنیفات
(۴) خیالی کی فارسی شاعری
(۵) خیالی کی اردو شاعری
(۶) اردو ادب میں حضرت خیالی کا مقام
(۷) تذکرہ ریختہ گویان ہند اور اس کی تنقیدی تدوین۔

پہلے اور دوسرے باب کے ضمن میں ایک علمی خانوادہ کی بصیرت افروز تاریخ مرتب ہو گئی ہے بالفاظ مقدمہ نگار جناب پروفیسر خلیق احمد نظامی جو تذکرہ نویسی میں سند کا درجہ رکھتے ہیں "دعوت و عزیمت، ارشاد و تلقین علم و فضل، سلوک و عرفان سخنوری اور سخن شناسی کا شاید ہی کسی خاندان میں وہ اجتماع ہوا ہو جو رائے بریلی کے دائرہ شاہ علم اللہ میں بسنے والے خانوادہ کو قسام ازل نے ارزاں فرمایا اور جو آج تک اس خاندان کا طرۂ امتیاز ہے"

مصنف نے خیالی کی اردو شاعری کا بھی قدرے تفصیل سے جائزہ لیا ہے اور موازنہ کر کے خوبیوں کو اجاگر کیا ہے کتاب نہایت پر از معلومات موثر اور ذوق و احساس کو غذا بخشنے والی ہے

رسول اکرم کا طریقۂ نماز
مصنف: مولانا مفتی جمیل احمد نذیری
ناشر: مکتبہ صداقت
مبارکپور اعظم گڈھ (یوپی) ۲۷۶۴۰۴
قیمت ۲۵ روپیہ۔ صفحات ۲۹۲
عمدہ کتابت و طباعت آفسٹ۔

نماز اور نماز سے متعلق جملہ چیزوں مثلاً وضو، اذان، اقامت، تراویح وغیرہ سے متعلق تمام مسائل کو فقہ کے بجائے صرف آیات قرآنی، احادیث نبوی، آثار صحابہ کی روشنی میں لکھا گیا ہے۔ اور تمام مسائل کو فقہ حنفی کی موافقت میں قرآن و حدیث کے دلائل سے ثابت کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ فقہ حنفی منہج نبوی اور مزاج صحابہ سے قریب تر ہے بہرحال کتاب اس حیثیت سے بڑی قیمتی ہے کہ ایک ہی جگہ مسائل کو اسی طرح جمع کر دیا گیا ہے کہ اس سلسلہ کی احادیث و آیات کا خوبصورت مرقع تیار ہو گیا ہے۔

جوہر نامہ
مرتب: حکیم محمد عرفان صاحب حسینی
ناشر: محمد خلیل، محمد علی لائبریری کا گنائی سیل اسٹریٹ۔ کلکتہ
قیمت ۳۰ روپیہ

یہ کتاب ان مقالات کا مجموعہ ہے جو ۱۶ر ۱۷ر فروری ۱۹۸۵ء کو کلکتہ کی مولانا محمد علی لائبریری کے زیر اہتمام مولانا محمد علی جوہر پر ایک باوقار سمینار میں پیش کئے گئے تھے کتاب کی قدر و قیمت کا اندازہ سمینار کے مشہور مقالہ نگاروں کی شرکت سے ہوتا ہے۔ مثلاً پروفیسر خلیق احمد نظامی، سید صباح الدین عبدالرحمان۔ مولانا ابوالعرفان ندوی مولانا ضیاء الدین اصلاحی (رفیق دارالمصنفین) عبداللطیف اعظمی، جنہیں رسالہ جامعہ کے تین مولانا محمد علی نمبر نکالنے کا شرف حاصل ہے روزنامہ آزاد ہند کے اڈیٹر احمد سعید ملیح آبادی۔ مولوی ابوالبقاء ندوی۔ خواجہ احمد فاروقی جیسے حضرات نے مولانا محمد علی جوہر کے ایمان و یقین قومی ملی خدمات صحافت و حاضر جوابی اور رنگا رنگ شخصیت پر روشنی ڈالی ہے۔

حلیۂ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منظوم
عبدالسلام مضطر بنسوری
ناشر: مکتبہ الفیض مدرسہ کرامتیہ دارالفیض جلال پور فیض آباد قیمت ۲ روپیہ

۳۲ صفحات پر مشتمل یہ منظوم حلیۂ مبارکہ ان روایات کا منظوم ترجمہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیۂ مبارکہ اور اخلاق عالیہ سے متعلق کتب سیر و احادیث میں وارد ہوئی ہیں اور جو شمائل ترمذی کے نام سے امام ترمذی کی سنن میں ایک جگہ مذکور ہیں کتاب پر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کا مقدمہ ہے۔ مولانا موصوف مقدمہ میں فرماتے ہیں "راقم السطور مضطر بنسوری کو مبارکباد دیتا ہے کہ انہوں نے اپنی شاعرانہ صلاحیت سے نظم پر قدرت اور وقت و محنت اس محبوب موضوع پر صرف کی جو تقرب الی اللہ کا بھی ذریعہ ہے، عشق رسول کا بھی مظہر ہے اور زبان و ادب کی خدمت بھی ہے۔"

اشعار کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ بنسوری صاحب قادر الکلام شاعر ہیں بڑے مؤثر اور پیارے انداز میں شمائل کو نظم کر دیا ہے اور پڑھنے میں بڑا لطف اور کیف محسوس ہوتا ہے۔

تلاش سحر
مصنف: جمال بھارتی
قیمت ۲۵ روپیہ
ملنے کا پتہ: انجمن ترقی اردو

یہ جمال بھارتی صاحب کا وہ شعری مجموعہ ہے جس میں وقتی تقاضوں اور مظلوم انسانوں کی ترجمانی کے ساتھ قومی یکجہتی کو بھی موضوع بنایا گیا ہے اس ذہن و فکر کے لوگوں کے لئے اس مجموعہ میں کافی سامان موجود ہے۔ اور اصل تو یہ ہے کہ خود قاری کا ذہن جس سانچہ میں ڈھلا ہوتا ہے وہ اسی سانچہ میں پڑھی جانے والی چیز کو ڈھال لیتا ہے یا پھر اس کو رد کر دیتا ہے جمال بھارتی صاحب ایک اچھے شاعر ہیں جو کچھ کہا ہے وہ شعر کے معیار کو بلند کرتا ہے زبان سادہ و عام فہم ہے نمونہ کے طور پر ملک کے موجودہ حالات کو سامنے رکھ کر ذیل کے اشعار پڑھ لیجئے۔

بغض و نفرت، قتل گاہیں، آگ، دھواں، خون ہر سو
آہ! کیا منظر تھے ہم باچشم تر دیکھا کئے
ہائے مجبوری کہ حالات جب حسرت کے ساتھ
گلستاں جلتا رہا اور راہبر دیکھا کئے

●

بقیہ
اس ملک کے معمار......

کائنات کا فریضہ انجام دیتے رہیں۔ اس کے برعکس اگر مسلمان ادھر ادھر بھٹک کر سیاستدانوں کے آلۂ کار بنتے رہے اور جذباتی انداز میں کام کرتے رہے تو مجھے اندیشہ ہے کہ ہم اس ملک میں جہاں ہماری مساجد، مدارس اور تہذیب و تمدن کا گرانقدر اثاثہ موجود ہے، رہ نہیں سکیں گے۔

ہندوستان جیسی ملی جلی آبادی اور ہندو اکثریت کی بستی میں رہتے ہوئے ہم پر یہ ذمہ داری دوسروں سے زیادہ عائد ہوتی ہے۔ کہ ہم ہر نازک موقع پر صبر و ضبط کا مظاہرہ کریں اور نفرت کا جواب محبت سے دینے کا حوصلہ پیدا کریں......

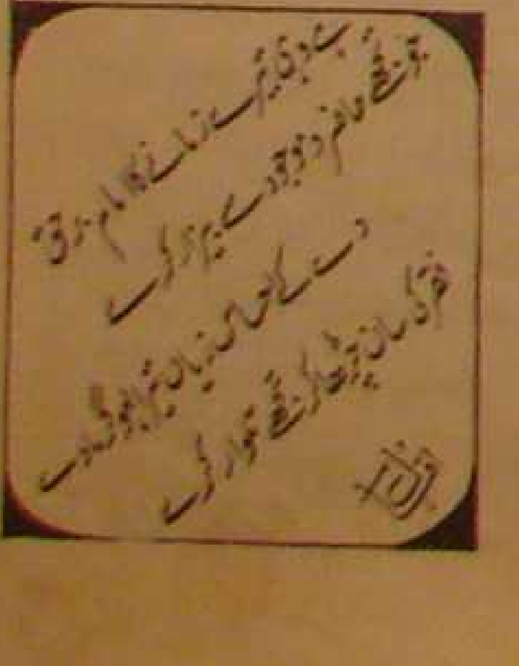

مجاہدین افغانستان میں

مکمل اسلامی نظام چاہتے ہیں

۱۹۷۹ء کے اوائل میں جب افغان مجاہدین نے ترکی کی حکومت کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور ابتداً جب میدان کارزار میں اترے تو اس وقت ان کے پاس تھری ناٹ تھری کی رائفلیں تھیں اور مجاہدین کا بیشتر تعداد تلواروں، کلہاڑیوں، بیلچوں اور ڈنڈوں سے مسلح ہوئی تھی۔ جون ۱۹۷۹ء میں افغان مجاہدین نے جب ایک افغان بکتر بند بریگیڈ کو تباہ کیا تو اس وقت انہوں نے تلواروں، کلہاڑیوں اور ڈنڈوں کو استعمال کیا۔ ٹینکوں کو آگ لگانے کے لیے خود ساختہ پٹرول بم استعمال کیے۔ اس وقت مجاہدین نے کافی تعداد میں بھاری اسلحہ مال غنیمت میں حاصل کیا تھا، افغان فوج کے ٹینکوں، بکتر بند گاڑیوں، ہیلی کاپٹروں اور طیاروں کے مقابلے میں افغان مجاہدین نے صرف تھری ناٹ تھری، تلواروں، ڈنڈوں اور پٹرول بموں سے کامیابی حاصل کرکے یہ ثابت کردیا کہ ایمان کی طاقت فیصلہ کن ہوتی ہے۔

اس کے بعد افغان مجاہدین تیزی سے افغان فوج کو شکست دے کر اس کے جدید اسلحہ پر قبضہ کرنے لگے۔

۱۹۷۹ء کے آخر تک مجاہدین اتنے طاقتور ہوگئے کہ وہ افغان فوج کے لیے خطرہ بن گئے اس وقت دنیا کا کوئی ملک مجاہدین کو اسلحہ نہیں دے رہا تھا۔ جب ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء کو روس نے افغانستان پر لشکر کشی کی تو صورت حال یکسر بدل گئی اور بیرونی دنیا والے مجاہدین کو اسلحہ دینے لگے۔ اپریل ۱۹۸۰ء سے افغان مجاہدین کو اسلامی ممالک کی طرف سے کلاشنکوف رائفلیں، طیارہ شکن مشین گنیں، ٹینک شکن بارودی سرنگیں اور راکٹ لانچرز ملنے شروع ہوگئے۔ مصر کے پاس کافی اسلحہ تھا۔ دوسرے اسلامی ممالک اس سے خرید کر مجاہدین کی نصرت کرنے لگے لیکن پھر بھی اس اسلحہ کی روسی اسلحہ کے سامنے کوئی وقعت نہ تھی۔ روس کے گن شپ ہیلی کاپٹروں کو یہ اسلحہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔ اسی طرح روسی طیاروں کے خلاف یہ طیارہ شکن مشین گنیں کارآمد ثابت نہ ہوئیں۔ تاہم مجاہدین بے پناہ نقصانات اٹھانے کے باوجود ڈٹے رہے اور ان کے پایہ استقلال میں کوئی لغزش نہ آئی۔ اس وقت کارمل کہا کرتا تھا کہ ہم پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کرسکتے ہیں۔ ۱۹۸۱ء میں مصر نے روس کے ہوائی حملوں کا مقابلہ کرنے کے لیے مجاہدین کو سام سیون میزائل فراہم کیے لیکن یہ میزائل کارآمد ثابت نہ ہوئے اور مجاہدین طیارہ شکن گنوں ہی سے طیاروں کا مقابلہ کرتے رہے۔

۱۹۸۲ء میں بارہ بیرلوں والی ہوائی گنیں مجاہدین کے ہاتھ آئیں جن کی مار ۷ کیلومیٹر تک ہے۔ لیکن اس کے مقابلے میں روس کے پاس جو کثیر تعداد میں سولہ اور چالیس بیرلوں والی ہوائی گنیں ہیں وہ پچاس کیلومیٹر تک مار کرسکتی ہیں۔

اسی وجہ سے جب مجاہدین ایک گولہ پھینکتے ہیں تو روسی ان پر سیکڑوں گولوں کی بوچھار کردیتے ہیں لیکن آفریں ہے اس نڈر قوم پر جو پھر بھی گولے پھینکنے سے باز نہیں آتی۔

۱۹۸۶ء کے وسط تک روس کو افغانستان میں فضائی اعتبار سے برتری حاصل تھی وہ بمباری کرکے افغان مجاہدین کے مراکز کو نقصان پہنچا رہے تھے۔ لیکن اکتوبر ۱۹۸۶ء سے جب سے ایک طیارہ شکن میزائل مجاہدین کے ہاتھ آیا تو روس کی فضائی برتری کا طلسم ٹوٹنے لگا۔

مئی ۱۹۸۷ء تک روس کے گن شپ ہیلی کاپٹر اتنی تعداد میں میزائل کا شکار ہوئے کہ روسیوں نے انہیں میزائل سے بچانے کے لیے نیچے اڑانا شروع کردیا۔ لیکن مجاہدین نے انھیں راکٹ لانچروں سے تباہ کرکے روس کو یہ بتادیا کہ گن شپ ہیلی کاپٹروں کا دور اب ختم ہوچکا ہے۔ ضمناً یہ بھی بتادوں کہ راکٹ لانچر ٹینک شکن ہے۔ تقریباً دنیا کی کسی بھی جنگ میں یہ ہیلی کاپٹر کے خلاف استعمال نہیں ہوا۔ ۱۹۱۶ء میں جرمنی نے اسے ٹینک کے خلاف ایجاد کیا۔ ایک مرتبہ حرکت الجہاد الاسلامی (عالمی) کے سپہ سالار حضرت مولانا زبیر احمد خالد نے راکٹ کی ٹریننگ کراتے ہوئے یہ کہا کہ یہ ہیلی کاپٹر کے خلاف استعمال ہوتا ہے تو راقم نے ان سے سوال کیا کہ یہ ٹینک شکن ہتھیار ہے۔ اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ ہیلی کاپٹر کے خلاف موثر ہے تو اس پر سپہ سالار نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ یہ ہمارا تجربہ ہے اگرچہ یہ وضع اور ایجاد کے اعتبار سے ہیلی کاپٹر شکن نہیں ہے لیکن مجاہدین کئی سال سے اسے استعمال کررہے ہیں اور اس کے ساتھ بیسیوں ہیلی کاپٹر تباہ کرچکے ہیں۔ بلکہ اس سے زیادہ حیران کن بات یہ ہے کہ مجاہدین نے تھری ناٹ تھری سے بھی ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنایا ہے۔

روس کو خطرہ ہے کہ اسلامی ممالک اسی طرح مجاہدین کی امداد کرتے رہے اور مجاہدین کی قوت میں اسی طرح اضافہ ہوتا رہا تو مسلم سپر پاور کے نام سے ایک نئی قوم وجود میں آجائے گی اور روس کو پھر زبردست آزمائش سے دوچار ہونا پڑے گا اور روس کو معلوم ہے کہ مجاہدین کے خلاف ایٹم بم کے علاوہ ہر ہتھیار آزما چکا ہے اس لئے اس نے حالات سے مایوس ہوکر اپنی شکست کا اعلان کردیا۔

کیونکہ روس کے لیے مجاہدین کی اس عارضی برتری دبقول اس کے) کو ختم کرنا ممکن نہیں بلکہ وہ مزید بڑھتی ہی چلی جائے گی۔ یہ بھی بتاتا ہوں کہ کہا جاتا ہے کہ دنیا کے بہترین کمانڈوز روس کے پاس ہیں۔ روس کے کمانڈوز کو بہت ناز کہا جاتا ہے اور اس کی سپیشل یونٹیں ہیں۔ روس نے افغان جنگ میں ان کمانڈوز کو بھی بھرپور طریقے سے استعمال کیا۔ لیکن افغان مجاہدین ان سے ہرگز خوف زدہ نہیں بلکہ ان کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں۔ مسلمان مجاہد میں یہ صفت ہے کہ وہ آخری سانس لیتے ہوئے بھی دشمن پر وار کرجاتا ہو۔ کسی سے مرعوب ہوجانا اس کی شان کے خلاف ہے۔

جب مجاہدین کے لیڈروں سے نجیب اللہ کی پیشکش کے متعلق سوال کیا گیا جس میں ڈاکٹر نجیب اللہ نے ازراہ ہمدردی مجاہدین کو مخلوط حکومت قائم کرنے کی پیشکش کی اور اس نے کہا کہ وہ کابینہ سمیت گیارہ عہدے دینے کے لیے تیار ہے بلکہ بعد میں یہ بھی کہا کہ وہ اپنے عہدے صدارت سے دستبردار ہونے کے لیے بھی تیار ہے تو ایسی صورت میں مجاہدین کو فائدہ اٹھانا چاہیے تھا کہ یکسر مسترد کرنا چاہیے تھا تو اس کا جواب دیتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ڈاکٹر نجیب کی ہمدردی صرف مجاہدین ہی جانتے ہیں اور مجاہدین جنہوں نے صرف پندرہ لاکھ قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ وہ اسے ضائع نہیں کرسکتے اور اس پیشکش کو یوں سمجھے کہ توپ کے دہانے کے ساتھ کرسی لٹکا کر مجاہدین کو اس پر بیٹھنے کی دعوت دی جارہی ہے، اگر ڈاکٹر نجیب اللہ مخلص ہیں اور امن پسند ہے تو وہ روسی فوجوں کو واپس کردے۔ مجاہدین عزم کئے ہوئے ہیں کہ جب تک افغانستان کی سرزمین پر روسی جارحیت کا ایک بھی نشان باقی ہے وہ اس وقت تک جنگ کو جاری رکھیں گے۔

ڈاکٹر نجیب کو یہ معلوم ہے کہ جس دن افغانستان کی سرزمین سے روسی فوج نکل جائے گی اس کے بعد کابل انتظامیہ کے لیے سر چھپانے کی کوئی جگہ نہیں اسی لئے ڈاکٹر نجیب پیش کش کررہا ہے کہ روسی فوجوں کی موجودگی میں مخلوط حکومت قائم کردی جائے۔ ہم افغانستان میں مکمل طور پر اسلامی نظام کا نفاذ چاہتے ہیں اور یہ تب ہی ممکن ہے جب روسی فوجیں نکل جائیں

(بشکریہ الفاروق۔ کراچی)

بقیہ: عالم اسلام

سعودی عرب کا ایک کھرب ۴۱ ارب ریال کا بجٹ زرعی و صنعتی اشیاء کی پیداوار میں خود کفیل ہے

خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد کی زیر صدارت سعودی عرب کی کابینہ کا اجلاس ہوا، اجلاس میں ۱۴۰۹-۱۴۰۸ کے مال سال کیلئے قومی بجٹ کی منظوری دی گئی ہے جس کی مالیت ۲ ر۱۴۱ ارب سعودی ریال ہے اس موقع پر کابینہ سے خطاب کرتے ہوئے شاہ فہد نے کہا کہ یہ بجٹ قومی اقتصادی ترقی کے نئے مرحلے کی عکاسی کرتا ہے اس کا مقصد شہریوں کی خوشحالی میں اضافہ کرنا ہے خادم حرمین شریفین نے مزید کہا کہ گذشتہ برسوں سے حکومت کی پالیسی یہ رہی ہے کہ تیل سے ہونے والی تمام آمدنی ترقیاتی ضروریات پوری کرنے پر صرف کیا جائے۔ اور شہریوں کی مالی اعانت کیا جائے، تاکہ ان کا معیار زندگی بلند ہو اور زرعی صنعتی منصوبے مکمل ہوں نیز عوام کیلئے سہولتیں فراہم کی جائیں شاہ فہد نے کہا کہ ملک نے کئی زرعی و صنعتی اشیاء کی پیداوار میں خود کفالت کرلی ہے، اور فاضل پیداوار کی برآمد شروع کی جاچکی ہے ☼

جنوری ۱۹۸۸ء کا شاندار تحفہ ایک نئی اور قابل مطالعہ کتاب

کاروانِ زندگی

حصہ سوئم

از

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ

جنوری ۱۹۷۷ء سے دسمبر ۱۹۸۰ء تک کے اہم حالات، واقعات، تحریکات اور سرگرمیاں جن سے مصنف کتاب کا براہ راست تعلق رہا ہے اور جن کے بارے میں ذاتی مشاہدات و تاثرات اور اخذ کردہ نتائج ملک اور عالم اسلام کے آئندہ مورخین کے لئے شہادت عینی و دستاویزی مواد فراہم کرتے ہیں نیز بعض قدیم اور جدید ملکوں کے طویل سفر، وہاں کے چشم دید حالات، ایک داعی دین، قرآن میں غور و فکر کرنے والے اور ملل و ادیان کی تاریخ کے ایک طالب علم کی حیثیت سے مخلصانہ مشورے اور تبصرے، ملک کے تشویشناک اور قابل فکر حالات کا حقیقت پسندانہ جائزہ، پیام انسانیت اور بقائے باہم کی کوششوں اور علمی سیمیناروں اور کانفرنسوں کی روداد۔

یہ کتاب مندرجہ ذیل ابواب پر مشتمل ہے

باب اول — عمان (اردن) حجاز دین کا سفر، اہم مجالس میں تقریریں۔ یمن کے مشاہدات و تاثرات۔

باب دوم — بنگلہ دیش اور پاکستان کے سفر، اہم مجالس اور خطبات

باب سوم — ہندو احیائیت کی ہندگیر تحریک، مسز اندرا گاندھی کے نام ایک تاریخی خط، مسز گاندھی کا قتل اور سکھوں کے خلاف اس کا رد عمل اور میرا موقف۔ حجاز مقدس کا ایک سفر۔ پیام انسانیت کا ایک دورہ۔ انگلستان و بلجیم کا ایک سفر۔

باب چہارم — مسلم پرسنل لاء (مسلمانوں کے عائلی قانون) کے تحفظ کی مہم ملت اسلامیہ ہند کے لئے نئی آزمائش، ہندگیر تحریک، اسلامی عائلی قانون میں عدالت عالیہ کی مداخلت، اس کا مقابلہ اور ملت کی کامیابی۔

باب پنجم — استنبول (ترکی) میں رابطہ ادب اسلامی کا جلسہ، کراچی کا چند روزہ قیام اور اس کی اہم تقریریں۔

باب ششم — انگلستان، الجزائر اور حجاز مقدس کے سفر، آکسفورڈ یونیورسٹی کے اسلامک سنٹر اور الجزائر کے "ملتقی الفکر الاسلامی" کے سیمینار میں شرکت، حجاز مقدس میں چند روزہ قیام۔ چند اہم واقعات۔

باب ہفتم — دہلی۔ ناگپور۔ اور پونہ کے ڈرامے

باب ہشتم — رابطہ ادب اسلامی کے اجلاس

باب نہم — ملیشیا کا سفر، وہاں کی مختلف مجالس، اداروں اور مسلم تنظیموں میں خطاب۔

باب دہم — آیۃ اللہ خمینی صاحب کی مخالفت فرقہ اثنا عشریہ کے بعض مسلم عقائد پر تنقید اور "دو متضاد تصویریں" کی تالیف

باب یازدہم — میرٹھ کا ہولناک فساد، اندرون و بیرون ملک کے چند سفر

باب دوازدہم — حجاز کا سفر، رابطہ عالم اسلامی کی موتمر اسلامی عام سوم میں شرکت، حجاز کی مصروفیات و محاضرات۔

باب سیزدہم — دو سیمینار ایک عظیم حادثہ

فوٹو آفسیٹ کی طباعت، عمدہ کتابت

قیمت — حصہ اول — ۳۵/

حصہ دوم — ۲۰/

حصہ سوم — ۳۵/

ناشر

مکتبہ اسلام

۵۴/۱۸۲ محمد علی لین گوئن روڈ، لکھنؤ ۲۲۶۰۱۸

مسلمان اس ملک کے معمار بن کر رہیں

۷ نومبر ۱۹۸۷ء کو بھوپال میں اپنے مختصر قیام کے دوران بعد نماز مغرب تاج المساجد میں ایک اجتماع کو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی نے خطاب فرمایا جو بدیۂ ناظرین ہے۔

ہندوستان کے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ وہ اس ملک کے معمار بن کر رہیں کسی ردعمل کا شکار نہ ہوں وہ جس خدا کو مانتے ہیں اس کا واضح حکم ہے کہ مسلمان صبر سے کام لیں صبر کی فضا عام کریں، مل جل کر رہیں۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو کامیاب ہوں گے۔

حضرت مولانا نے مزید فرمایا کہ مسلم قوم بارود کا ڈھیر نہیں یہ پٹرول کی ٹنکی بھی نہیں جو ذرا سی آگ سے بھڑک اٹھے یہ تو ایک صاحب دعوت ملت ہے جس کو قوموں کی رہبری تہذیب و تمدن کی نگہبانی اور معاشروں کی قیادت کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ معمولی باتوں پر بھڑکنے کے لئے نہیں۔ اسی بات کو سامنے رکھ کر عربوں جیسی مارنے مرنے والی قوم کی تربیت کی گئی، تو ان میں سر کٹانے سے پہلے سر جھکانے کا مادہ پیدا ہوگیا اور جو قوم اپنے مالک حقیقی کے سامنے سر جھکانا سیکھ جاتی ہے اس کو دنیا کی کوئی طاقت اپنے آگے سر جھکانے پر مجبور نہیں کرسکتی، ایسی وقار، بردباری اور تدبر پیدا ہوجاتا ہے۔ تخریب کے منصوبوں میں تعمیر اس کا مقصد بنتا ہے جبکہ آج مسلمانوں میں ایک ایسا مزاج پیدا ہوگیا ہے کہ وہ جوش میں ہوش کو فراموش کردیتے ہیں۔ حالانکہ ان کا مقام یہ تھا کہ دوسرے انکی سنجیدگی اور تدبر سے سبق لیتے مگر آج جو جدھر چاہتا ہے اس خیر امت کو ہنکائے جاتا ہے۔

حضرت نے کہا کہ ہندوستان کے موجودہ حالات میں مسلمانوں کو اس ملک کے معمار کا فرض انجام دینا ہے وہ یہاں کہیں سے بہہ کر نہیں آگئے بلکہ حکم الٰہی کی اتباع میں توحید کا پیغام لے کر اس ملک کو تباہ ہونے سے بچانے کے لئے آئے تھے تاکہ انسانیت کا معیار قائم ہو۔ مسلمانوں نے جنگ و جدال میں گرفتار اس ملک میں مختلف خانوں میں تقسیم معاشرہ کو جوڑا ہے۔

ایسی قوم کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ دوسروں کی بچکانہ حرکات پر صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ کر خود بھی اسی رنگ میں رنگ جائے۔ مسلمانوں کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ وہ اللہ کے حکم پر نظر رکھتے ہوئے صبر و ضبط کا دامن تھامے رہیں اور جب وقت آئے تو اپنے علماء حق کی ہدایت پر عمل کریں۔ مسلمانوں کو اپنا صحیح مقام پہچان کر اپنی افادیت کردار کا ثبوت دینا چاہیے۔ ایسا واضح ثبوت کہ اہل ملک یہ تسلیم کریں اس ملک کو بچا سکتے ہیں جیسا کہ ایک بار "پیام انسانیت" کے ایک جلسے میں میری تقریر سن کر ہندو دوروں کے بعض آریہ سماجی مجھ سے کہنے لگے کہ آپ کی باتوں سے معلوم ہوا کہ اس ملک کو ہم سے زیادہ آپ کو فکر ہے۔ لیکن یہ کس وقت ہوگا جب مسلمان اقبال کی زبان میں احتساب

(بقیہ صفحہ ۱۳ میں)

چند بہترین دینی کتابیں

تالیف: قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی سابق پروفیسر جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی

قاموس القرآن: تمام الفاظ قرآنی کے معانی اور انکی مکمل صرفی و نحوی تشریح، اہم الفاظ پر مستند مفسرین و محدثین کے افادات کی روشنی میں جامع و مدلل نوٹ، معارف قرآن کی مستند انسائیکلوپیڈیا۔ صفحات ۸۰۰ مجلد ۳۵/-

بیان اللسان: تیس ہزار قدیم و جدید الفاظ کی عربی اردو ڈکشنری، ہر لفظ کی مکمل تشریح مع حوالہ ترتیب انگریزی ڈکشنریوں کے طرز پر، آخر میں ضمیمہ الفاظ جدیدہ، آفسیٹ کی اعلیٰ طباعت۔ صفحات ۹۴۴ مجلد ۵۰/-

سیرت طیبہ: سیرت نبوی پر ایک جدید مستند کتاب، زبان سہل، انداز بیان دل نشیں، اہم واقعات پر قرآن کریم کی روشنی میں بصیرت افروز تبصرے۔ مجلد ۳۰/-

شہید کربلا: خلافت راشدہ کے عہد زریں پر جامع تبصرہ۔ دشمنان اسلام کی سازشوں کی نقاب کشائی۔ یزید کی ولی عہدی کی شرعی حیثیت، شہادت امام حسینؓ کے جگر پاش مناظر حدیث و تاریخ کی روشنی میں۔ مجلد ۱۵/-

کلام عربی: آسان طریقہ پر عربی سکھانے والی بہترین کتاب۔ ۵/-

محصول بذمہ خریدار۔ پتہ انگریزی میں بھی لکھیں۔

MAKTBA ILMIYA QAZI STREET MEERUT (U.P.)

مکتبہ علمیہ قاضی منزل قاضی اسٹریٹ میرٹھ (یوپی)